ارشاد باری تعالیٰ

وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○

(سورۃ الرّعد، آیت 4)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلا دیا اور اس نے پہاڑ اور دریا بنائے اور ہر قسم کے پھلوں میں سے اُس نے اُس میں دو دو جوڑے بنائے۔ وہ رات سے دن کو ڈھانپ دیتا ہے۔ یقیناً اس میں غور و فکر کرنے والے لوگوں کے لئے نشانات ہیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 73

شمارہ 33

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

9 صفر 1446 ہجری قمری • 15 ظہور 1403 ہجری شمسی • 15 اگست 2024ء

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 9 رجولائی 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذت نہیں پائی

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

نماز میں دعا اور تضرع

انسان کی زاہدنہ زندگی کا بڑا بھاری معیار نماز ہے۔ وہ شخص جو خدا کے حضور نماز میں گریاں رہتا ہے، امن میں رہتا ہے۔ جیسے ایک بچہ اپنی ماں کی گود میں چیخ چیخ کر روتا ہے اور اپنی ماں کی محبت اور شفقت کو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح پر نماز میں تضرّع اور ابتہال کے ساتھ خدا کے حضور گڑگڑانے والا اپنے آپ کو ربوبیت کی عطوفت کی گود میں ڈال دیتا ہے۔ یاد رکھو اس نے ایمان کا حظ نہیں اٹھایا جس نے نماز میں لذت نہیں پائی۔ نماز صرف ٹکروں کا نام نہیں ہے۔ بعض لوگ نماز کو تو دو چار چونچیں لگا کر جیسے مرغی ٹھونگے مارتی ہے ختم کرتے ہیں اور پھر لمبی چوڑی دعا شروع کرتے ہیں، حالانکہ وہ وقت جو اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرنے کے لئے ملا تھا اس کو صرف ایک رسم اور عادت کے طور پر جلد جلد ختم کرنے میں گزار دیتے ہیں اور حضورِ الٰہی سے نکل کر دعا مانگتے ہیں۔ نماز میں دعا مانگو۔ نماز کو دعا کا ایک وسیلہ اور ذریعہ سمجھو۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 28، ایڈیشن 2018، قادیان)

توحید کے مقابلہ میں شرک کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص بلندی سے گر جائے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے

سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ الحج آیت نمبر 32 ”وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ“ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

توحید کے مقابلہ میں شرک کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص بلندی سے گر جائے اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور ہوا اس کے ٹکڑوں کو دُور دُور پھینک دے کیونکہ مشرک اپنے کئی آقا تجویز کرتا ہے اور ہر آقا کو اس کے گوشت پر حق ہے۔

اس جگہ یاد رکھنا چاہئے کہ شرک کا مسئلہ ایسا سیدھا سادہ نہیں جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے بلکہ نہایت باریک مسئلہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اکثر قومیں جو بظاہر شرک کی مخالف ہیں عملاً شرک میں مبتلا پائی جاتی ہیں اور اس کا سبب یہی ہے کہ وہ شرک کی حقیقت سمجھنے سے قاصر رہی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ شرک کی کوئی ایک تعریف نہیں ہے بلکہ مختلف نقطہ ہائے نگاہ سے اس مرض کی حقیقت کو سمجھا جاسکتا ہے۔ جب تک اُسے ایک تعریف کے اندر لانے کی کوشش کی جائے اُس وقت تک یہ مسئلہ ایک عقدۂ لاینحل ہی رہتا ہے۔ میرے نزدیک شرک مندرجہ ذیل اقسام میں منقسم ہے:

اوّل: یہ خیال کرنا کہ ایک سے زیادہ ہستیاں ہیں جو یکساں طاقتیں رکھتی ہیں اور سب کی سب دنیا کی حاکم اور سردار ہیں، یہ شرک فی الذات ہے۔

دوسرے: یہ خیال کرنا کہ دنیا کی مدبّر ہستیاں ایک سے زیادہ ہیں جن میں کمالات تقسیم ہیں کسی میں کوئی کمال ہے اور کسی میں کوئی۔ یہ شرک بھی شرک فی الذات میں ہی داخل ہے۔

تیسرے: وہ اعمال جو مختلف قوموں میں عاجزی اور انکساری کیلئے اختیار کئے گئے ہیں۔ اُن میں سے جو حد درجہ کے انتہائی عاجزی کے اعمال ہیں اُن کو خدا کے سوا کسی اور کیلئے اختیار کرنا مثلاً سجدہ انتہائی ادب اور تذلّل کے اظہار کا ذریعہ ہے، پس یہ عمل صرف خدا کیلئے جائز ہے کسی اور کیلئے نہیں لیکن سجدہ کے علاوہ بھی مختلف اقوام میں مختلف حرکاتِ بدن انتہائی تذلّل کیلئے قرار دے دی گئی ہیں جیسے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا، یا رکوع وغیرہ کرنا۔ ان سب امور کو خدا تعالیٰ نے عبادتِ الٰہی کا حصّہ بنا دیا ہے۔ پس اب یہ عمل کسی اور کیلئے جائز نہیں۔

چہارم: شرک کی چوتھی قسم یہ ہے کہ انسان اسباب ظاہری کے متعلق یہ سمجھے کہ ان سے میری سب ضروریات پوری ہو جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کے تصّرف کا خیال دل سے ہٹا دے اور یہ خیال کرے کہ صرف مادی اسباب ہی ضرورت کو پورا کرنے والے ہیں، یہ بھی شرک ہے۔ ہاں اگر یہ خیال کرے کہ ان سامانوں میں خدا تعالیٰ نے فلاں طاقت رکھی ہے اور اس کے ارادہ کے ماتحت ان کے نتائج پیدا ہوں گے تو یہ شرک نہیں ہوگا۔

پنجم: شرک کی پانچویں قسم یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ مخصوص صفات جو اُس نے بندوں کو نہیں دیں جیسے مردہ کو زندہ کرنا یا کوئی چیز پیدا کرنا یا خدا تعالیٰ کا ازلی اور غیر فانی ہونا ایسے امور میں خدا تعالیٰ کی خصوصیّت کو مٹا دیا جائے اور ان صفات میں کسی غیر کو شریک کر لیا جائے خواہ اس عقیدہ کی بنا پر ہی شریک کیا جائے کہ خدا نے اپنی مرضی اور اپنے اذن کے ساتھ یہ صفات یا ان کا کچھ حصّہ کسی خاص شخص کو دیدیا ہے، یہ بھی شرک ہی ہوگا۔

ششم: شرک کی چھٹی قسم یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے اسباب کو بالکل نظر انداز کر دے اور یہ سمجھے کہ کسی شخص یا کسی چیز نے بلا ان اسباب کے استعمال کرنے کے جو خدا تعالیٰ نے کسی خاص کام کیلئے مقرر کئے ہیں اپنی خاص طاقت کے ذریعہ سے اس کام کو پورا کر دیا ہے۔ مثلاً خدا تعالیٰ نے آگ کو جلانے کیلئے پیدا کیا ہے۔ اب اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ کسی شخص نے اپنی ذاتی طاقت سے بلا دوسرے ذرائع استعمال کرنے کے جو قانونِ قدرت میں رکھے گئے ہیں آگ لگا دی تو یہ شرک ہوگا لیکن اس میں مسمریزم وغیرہ شامل نہیں کیونکہ یہ طاقتیں خود قانون قدرت کے اندر شامل ہیں کسی شخص کے ذاتی کمالات نہیں۔

ہفتم: شرک کی ساتویں قسم یہ ہے کہ یہ خیال کیا جائے کہ خدا کو کسی بندہ سے ایسی محبّت ہے کہ وہ اس کی ہر ایک بات مان لیتا ہے کیونکہ اس کے معنے یہ بنتے ہیں کہ وہ بندہ خدائی طاقتیں رکھتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 43، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عدل و انصاف کی اہمیت

حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم سے جو پہلے تھے، ان کو صرف اس بات نے ہلاک کر دیا کہ ان کی عادت تھی کہ جب ان میں کوئی بڑا چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور اگر ان میں سے غریب چوری کرتا تو اس کے خلاف سزا کا فیصلہ کرتے۔ اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) چوری کرے گی تو میں اُس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں گا۔

(بخاری کِتَاب الصُّلْحِ بَابُ الصُّلْحِ فِي الدِّيَةِ)

ایمان کی حلاوت

حضرت انسؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی کہ آپؐ نے فرمایا: تین باتیں جس میں ہوں وہ ایمان کا مزا پا لیتا ہے۔ یہ کہ اللہ اور اس کا رسولؐ تمام دوسری چیزوں سے بڑھ کر اس کو پیارے ہوں اور یہ کہ جس انسان سے بھی محبت کرے صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے محبت کرے اور یہ کہ کفر میں لوٹنا ایسا ہی بُرا سمجھے جس طرح وہ آگ میں پھینکے جانے کو برا سمجھتا ہے۔

(بخاری کِتَاب الْإِيْمَانِ بَابُ حَلَاوَةِ الْإِيْمَانِ)

......☆......☆......

اس شمارہ میں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور 19 رجولائی 2024 (مکمل متن)
خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور 26 رجولائی 2024 (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز جوابات
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کی حضور انور سے آن لائن ملاقات
جنازہ حاضر و غائب، وصایا، پیغام
خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

حدیثوں کو خوب غور کر کے پڑھو وہ مہدی معہود کی نسبت اس قدر اختلاف رکھتی ہیں کہ گویا تناقضات کا مجموعہ ہیں*

بعض حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی فاطمی ہوگا اور بعض میں لکھا ہے کہ عباسی ہوگا اور بعض میں لکھا ہے کہ رجل من اُمّتی یعنی میری اُمّت سے ایک شخص ہوگا*

ابن ماجہ کی حدیث نے ان سب روایات پر پانی پھیر دیا ہے کیونکہ اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ لَا مَھْدِیَ اِلَّا عِیْسٰی یعنی عیسیٰ ہی مہدی ہے اسکے سوا اور کوئی مہدی نہیں*

جو جو علامتیں پیشگوئیوں میں کسی آنے والے نبی کے بارے میں لکھی جاتی ہیں وہ تمام باتیں اپنے ظاہری الفاظ کے ساتھ ہرگز پوری نہیں ہوتیں

بعض جگہ استعارات ہوتے ہیں بعض جگہ خود اپنی سمجھ میں فرق پڑ جاتا ہے اور بعض جگہ پرانی باتوں میں کچھ تحریف ہو جاتی ہے

اس لئے تقویٰ کا طریق یہ ہے کہ جو باتیں پوری ہو جائیں اُن سے فائدہ اُٹھائیں*

یہودی حضرت عیسیٰ کی نسبت کہتے تھے کہ وہ اُس وقت آئے گا کہ جب پہلے اس سے الیاس نبی دوبارہ زمین پر آجائے گا، پس کیا الیاس آگیا؟

ایسا ہی یہودیوں کا اِس بات پر اصرار تھا کہ آنے والا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے ہوگا پس کیا وہ بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہوا؟

اس لئے تقویٰ کا طریق یہ ہے کہ جو باتیں پوری ہو جائیں اُن سے فائدہ اُٹھائیں*

اگر تمام مقرر کردہ علامتوں کو اپنی سمجھ سے مطابق کرنا ضروری ہوتا تو تمام نبیوں سے دستبردار ہونا پڑتا*

- عمومی طریق یہی ہے کہ ہم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے استعمال کرتے ہیں اور باقی انبیاء کیلئے علیہ السلام کے الفاظ استعمال کرتے ہیں*
- اگر کوئی شخص آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات پڑھ لے تو اس میں بھی کوئی ہرج کی بات نہیں*
- ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ علیہم السلام کے ناموں کیساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات کہے ہیں*

میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پڑپوتا ہوں، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا نواسہ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھانجا ہوں، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل میری ایک نانی کے والد ماجد تھے*

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 78)

سوال: انڈونیشیا سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے استفسار کیا کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل میں سے ہیں؟ کیونکہ ایک حدیث میں ہے کہ امام مہدی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل میں سے ہوگا۔ اس کا کیا جواب ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 24/جنوری 2023ء میں اس مسئلے کے بارے میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

جواب: اس بارے میں پہلی بات یہ ہے کہ امام مہدی کے متعلق جو روایات کتب احادیث میں بیان ہوئی ہیں، ان میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض احادیث میں مہدی کو حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے قرار دیا گیا، بعض میں حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے، بعض میں حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے، بعض میں حضرت عباسؓ کی اولاد میں سے، بعض میں حضرت عمرؓ کی اولاد میں سے اور بعض احادیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آنے والا مہدی میری امت کا ایک فرد ہوگا۔

علامہ ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں ان روایات پر جرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ تمام احادیث جنہیں ائمہ نے مہدی اور اس کے آخری زمانہ میں خروج کے متعلق بیان کیا ہے، یہ احادیث جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے کہ سوائے بہت کم تعداد کے تنقید سے خالی نہیں ہیں۔ (مقدمہ ابن خلدون الفصل الثانی والخمسون فی امر الفاطمی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مسئلہ پر سیر حاصل بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہی سنت اللہ ہے کہ جو جو علامتیں پیشگوئیوں میں کسی آنیوالے نبی کے بارے میں لکھی جاتی ہیں وہ تمام باتیں اپنے ظاہری الفاظ کے ساتھ ہرگز پوری نہیں ہوتیں بعض جگہ استعارات ہوتے ہیں بعض جگہ خود اپنی سمجھ میں فرق پڑ جاتا ہے اور بعض جگہ پرانی باتوں میں کچھ تحریف ہو جاتی ہے اس لئے تقویٰ کا طریق یہ ہے کہ جو باتیں پوری ہو جائیں اُن سے فائدہ اُٹھائیں اور وقت اور ضرورت کو مدنظر رکھیں اور اگر تمام مقرر کردہ علامتوں کو اپنی سمجھ سے مطابق کرنا ضروری ہوتا تو تمام نبیوں سے دستبردار ہونا پڑتا اور انجام اس کا بجز محرومی اور بے ایمانی کے کچھ نہ ہوتا کیونکہ کوئی بھی ایسا نبی نہیں گزرا جس پر تمام قرارداد ہ علامتیں ظاہری طور پر صادق آگئی ہوں۔ کوئی نہ کوئی کسر رہ گئی ہے۔ یہودی پہلے مسیح کی نسبت یعنی حضرت عیسیٰ کی نسبت کہتے تھے کہ وہ اُس وقت آئے گا کہ جب پہلے اس سے الیاس نبی دوبارہ زمین پر آجائے گا۔ پس کیا الیاس آگیا؟ ایسا ہی یہودیوں کا اِس بات پر اصرار تھا کہ آنے والا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے ہوگا پس کیا وہ بنی اسرائیل میں سے ظاہر ہوا؟ پھر جبکہ یہودیوں کے خیال کے موافق جس پر ان کے تمام نبیوں کا اتفاق تھا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا۔ پھر اگر مہدی موعود فاطمی یا عباسی خاندان سے ظاہر نہ ہوا تو اس میں کونسی تعجب کی جگہ ہے۔ خدا کی پیشگوئی میں کئی اسرار مخفی ہوتے ہیں اور امتحان بھی منظور ہوتا ہے۔

حدیثوں کو خوب غور کر کے پڑھو وہ مہدی معہود کی نسبت اس قدر اختلاف رکھتی ہیں کہ گویا تناقضات کا مجموعہ ہے بعض حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی فاطمی ہوگا اور بعض میں لکھا ہے کہ عباسی ہوگا اور بعض میں لکھا ہے کہ رجل من اُمّتی یعنی میری اُمّت سے ایک شخص ہوگا اور ابن ماجہ کی حدیث نے ان سب روایات پر پانی پھیر دیا ہے کیونکہ اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ لا مھدی اِلَّا عیسٰی یعنی عیسیٰ ہی مہدی ہے اس کے سوا اور کوئی مہدی نہیں۔ پھر مہدی کی حدیثوں کا یہ حال ہے کہ کوئی بھی جرح سے خالی نہیں اور کسی کو صحیح حدیث نہیں کہہ سکتے۔ پس جس رنگ پر پیشگوئی ظہور میں آئی اور جو کچھ حکم وعود نے فیصلہ کیا وہی صحیح ہے۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 216، 217 وحاشیہ صفحہ 217)

اصل میں ان روایات میں یہ اختلاف سیاسی وجوہ کی بنا پر پیدا ہوا ہے کیونکہ خلافت راشدہ کے بعد کے زمانے میں جب امت مسلمہ میں کئی گروہ اور فرقے بن گئے تو ہر گروہ نے دوسرے گروہ پر اپنی برتری ظاہر کرنے کیلئے روایات میں تصرف سے کام لیا ہے۔ اس لیے یہ سب روایات جرح سے خالی نہیں ہیں جن میں مہدی کے کسی خاص خاندان میں پیدا ہونے کا ذکر ہے۔ اور صرف وہی روایات قابل قبول رہتی ہیں جن میں امام مہدی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے ہونا مذکور ہے۔ کیونکہ ایسی روایات ہی سیاسی وجوہ کی بنا پر تغیر سے پاک معلوم ہوتی ہیں۔

اسی لیے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایتوں میں آخری زمانہ میں اسلام کی تجدید کے لیے مبعوث ہونے والے مسیح و مہدی کے لیے علی الترتیب ''وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ'' اور ''فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ'' کے الفاظ آئے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء بَاب نُزُولِ عِیسَی ابْنِ مَرْیَمَ) (صحیح مسلم کتاب الایمان بَاب نُزُولِ عِیسَی ابْنِ مَرْیَمَ حَاکِمًا بِشَرِیعَةِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم)

باقی جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا تعلق ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت ہے کہ اس نے ان ظاہری علامتوں کو بھی آپ کے وجود باجود میں پورا فرما دیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: سادات کی جڑ یہی ہے کہ وہ بنی فاطمہ ہیں۔ سو میں اگرچہ علوی تو نہیں ہوں مگر بنی فاطمہ میں سے ہوں۔ میری بعض دادیاں مشہور اور صحیح النسب سادات میں سے تھیں۔ ہمارے خاندان میں یہ طریق جاری رہا ہے کہ کبھی سادات کی لڑکیاں ہمارے خاندان میں آئیں اور کبھی ہمارے خاندان کی لڑکیاں ان کے گئیں۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 426، حاشیہ در حاشیہ)

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

غزوہ بنو مُصطَلِق کے حالات وواقعات کا بیان

نیز جلسہ سالانہ برطانیہ اور شاملین جلسہ کے لیے دعاؤں کی تحریک

صحابہؓ نے جب یہ دیکھا کہ ان کے آقاؐ نے بنو مصطلق کی رئیس زادی کو شرفِ ازدواجی عطا فرمایا ہے تو انہوں نے اس بات کو خلافِ شانِ نبویؐ سمجھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسرال والوں کو اپنے ہاتھ میں قید رکھیں اور اس طرح ایک سوگھرانے یعنی سینکڑوں قیدی بلا فدیہ یک لخت آزاد کر دیے گئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بنو مصطلق سے مظفر و منصور، کامیاب و کامران مدینہ واپس تشریف لائے

اگلے جمعہ انشاء اللہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ بھی شروع ہو گا اس کے لیے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور تمام کارکنان کو اعلیٰ اخلاق دکھاتے ہوئے اور قربانی کے جذبے سے اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے

مکرمہ سلیمہ بانو صاحبہ اہلیہ مکرم محمد حمید کوثر صاحب ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہند قادیان، مکرم نور الحق مظہر صاحب آف لاہور اور مکرمہ امۃ الحفیظ نگہت صاحبہ اہلیہ مکرم محمد شفیع صاحب مرحوم آف ربوہ کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 19 / جولائی 2024ء بمطابق 19 / وفا 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

غزوۂ بنو مصطلق کا ذکر گذشتہ خطبہ میں ہوا تھا۔ اس کی مزید تفصیل احادیث اور تاریخ میں ملتی ہے۔

صحیح بخاری میں اس حملے کی تفصیل اس طرح بیان ہوئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو مصطلق پر حملہ کیا تو وہ غافل تھے اور ان کے مویشیوں کو چشمے پر پانی پلایا جا رہا تھا اور آپؐ نے ان میں سے لڑائی کرنے والوں کو قتل کیا اور ان کی اولاد کو قید کر لیا اور اسی روز جُوَیرِیَہؓ آپؐ کو ملیں۔ راوی نے کہا یہ واقعہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مجھے بتایا اور وہ اس لشکر میں تھے۔ (صحیح بخاری کتاب العتق باب من ملك من العرب رقيقا حدیث: 2541)

مؤرخین اور سیرت نگار غزوۂ بنو مُصطَلِق میں اس حملہ کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے دونوں روایات کو اس طرح بیان کر جاتے ہیں کہ گویا بخاری کی روایات میں بنو مصطلق کے حملہ کی کیفیت کے بیان میں اختلاف ہے کیونکہ بخاری کی روایت کے مطابق مسلمانوں نے اچانک غفلت کی حالت میں حملہ کیا تھا اور روایات کا یہ اختلاف بخاری کی شرح کرنے والے علامہ ابن حجر کے سامنے بھی تھا۔ چنانچہ علامہ ابن حجر نے دونوں طرح کی روایات میں تطبیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس بات کا احتمال موجود ہے کہ جب اسلامی لشکر نے چشمہ پر اچانک انہیں آگھیرا تو وہ کچھ دیر ڈٹے رہے پھر ان کے مابین صف بندی بھی ہوئی، جنگ بھی ہوئی۔ مسلمان غالب آ گئے اور بنو مصطلق شکست کھا گئے۔ (ماخوذ از فتح الباری جلد 7 صفحہ 547 قدیمی کتب خانہ کراچی) یعنی پہلے جب حملہ ہوا تو وہ غفلت کی حالت میں تھے جیسے امام بخاری نے بیان کیا ہے لیکن پھر انہوں نے صف بندی وغیرہ کی اور فریقین کے مابین جنگ ہوئی جیسا کہ سیرت نگاروں نے بیان کیا ہے۔

اس حوالے سے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ان دونوں واقعات کی سیرت خاتم النبیینؐ میں بھی تطبیق کی ہے جو اس طرح ہے۔ آپ سیرت نگاروں اور صحیح بخاری کی روایت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''اسی غزوہ کے متعلق صحیح بخاری میں ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنو مصطلق پر ایسے وقت میں حملہ کیا تھا کہ وہ غفلت کی حالت میں اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے۔ مگر غور سے دیکھا جاوے تو یہ روایت مؤرخین کی روایت کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ درحقیقت دو روایتیں دو مختلف وقتوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ یعنی واقعہ یوں ہے کہ جب اسلامی لشکر بنو مصطلق کے قریب پہنچا تو اس وقت چونکہ ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ مسلمان بالکل قریب آ گئے ہیں۔ (گو انہیں اسلامی لشکر کی آمد آمد کی اطلاع ضرور ہو چکی تھی) وہ اطمینان کے ساتھ ایک بے ترتیبی کی حالت میں پڑے تھے اور اسی حالت کی طرف بخاری کی روایت میں اشارہ ہے لیکن جب ان کو مسلمانوں کے پہنچنے کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنی مستقل سابقہ تیاری کے مطابق۔'' پہلے انہوں نے جنگ کرنے کی تیاری کی ہوئی تھی۔ ''فوراً صف بند ہو کر مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے اور یہ وہ حالت ہے جس کا ذکر مؤرخین نے کیا ہے۔ اس اختلاف کی یہی تشریح علامہ ابن حجر اور بعض دوسرے محققین نے کی ہے اور یہی درست معلوم ہوتی ہے۔'' (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 559)

اس غزوہ میں ایک صحابی حضرت ہِشام بن صُبَابہؓ شہید ہوئے تھے۔ ان کے واقعہ میں لکھا ہے کہ یہ صرف ایک صحابی شہید ہوئے اور یہ بھی غلطی سے ایک مسلمان کے ہاتھ ہی شہید ہوئے تھے۔ ان کا نام حضرت ہِشام بن صُبَابہؓ تھا۔ انہیں ایک انصاری صحابی حضرت اوسؓ نے مشرکین میں سے سمجھا اور غلطی سے شہید کر دیا۔ ہِشامؓ حضرت عُبَادہ بن صَامِتؓ کے قبیلہ میں سے تھے۔ ہِشام بن صُبَابہؓ کی شہادت کا واقعہ اس طرح پیش آیا کہ یہ دشمن کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے۔ جب وہ واپس آ رہے تھے تو اس وقت تیز آندھی چل رہی تھی اور فضا گرد و غبار سے اَٹی ہوئی تھی۔ اس حالت میں ان کا سامنا انصاری صحابی حضرت اوسؓ سے ہوا۔ وہ انہیں پہچان نہ سکے۔ وہ سمجھے کہ یہ مشرکین میں سے ہیں اور ہِشامؓ پر حملہ کر کے انہیں شہید کر ڈالا۔ ہِشامؓ کا بھائی جو کہ مکہ میں مقیم تھا اور اس کا نام مِقْیَس بن صُبَابہ تھا وہ مدینہ آیا اور اسلام قبول کر لیا اور اپنے بھائی کے قتل کی جو کہ قتل خطا تھی، غلطی سے قتل ہوا تھا اس کی دیت کا مطالبہ کیا جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہِشامؓ کے بھائی مِقْیَس بن صُبَابہ کو حضرت اوسؓ سے دیت دلوا دی جو اس نے لے لی لیکن دیت لینے کے بعد مقیس نے حضرت اوسؓ کو اپنے بھائی کے قتل کی وجہ سے قتل کر دیا اور مرتد ہو کر قریش سے جا ملا۔ لگتا ہے یہ پلاننگ کر کے آیا تھا۔ اس باغیانہ روش پر جو کہ عرب کے عام دستور کے بھی خلاف تھی کہ دیت لینے کے باوجود پھر قتل کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ناحق قتل کے قصاص میں اس کو قتل کرنے کا فیصلہ دیا۔ چنانچہ ایک صحابی نُمَیلَہ نے فتح مکہ کے روز مِقْیَس کو قتل کیا۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ 248 مطبوعہ دار المعرفہ بیروت 2000ء)

(کتاب المغازی للواقدی جلد 1 صفحہ 407-408 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1984ء)

اس جنگ کے دوران فرشتوں کے ذریعہ تائید کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اُمّ المؤمنینؓ حضرت جویریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم مُرَیْسِیع پر تھے۔ میں نے اپنے والد کو سنا وہ کہہ رہے تھے اتنا بڑا لشکر آ گیا ہے جس کا مقابلہ کرنے کی سکت ہم میں نہیں اور میں خود اتنے زیادہ لوگ، ہتھیار اور گھوڑے دیکھ رہی تھی کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ حضرت جویریہؓ کہتی ہیں کہ میں نے جب اسلام قبول کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شادی کر لی اور ہم واپس آ گئے تو میں مسلمانوں کو دیکھنے لگی۔ وہ مجھے پہلے کی طرح

زیادہ تعداد میں نظر نہیں آئے جو جنگ کے دوران نظر آ رہے تھے۔ تو میں نے جانا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رعب تھا جو وہ مشرکین کے دلوں میں ڈالتا ہے۔ بنو مصطلق میں سے ایک شخص جو بعد میں مسلمان ہو گیا تھا وہ کہتا تھا ہم نے سفید مرد دیکھے جو اَبْلَق یعنی سیاہ و سفید گھوڑوں پر سوار تھے۔ ہم نے نہ انہیں پہلے اور نہ بعد میں دیکھا۔

(سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 7 صفحہ 164-165 دارالسلام ریاض)

مالِ غنیمت کے ضمن میں لکھا ہے کہ غنیمت کے اونٹوں کی تعداد دو ہزار تھی۔ بکریوں کی تعداد پانچ ہزار تھی اور قیدیوں کی تعداد دو سو گھرانوں پر مشتمل تھی۔ (سبل الہدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 346 دارالکتب العلمیہ بیروت)

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ قیدیوں کی تعداد سات سو سے بھی اوپر تھی۔

(سیرۃ الحلبیہ جلد 2 صفحہ 379 دارالکتب العلمیہ بیروت)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بُرَیْدَہ بن حُصَیْبؓ کو ان قیدیوں کا نگران مقرر کیا۔ ان کے پاس جو مال ومتاع اور اسلحہ تھا اسے جمع کر لیا گیا۔ جانوروں کو ہانک کر لایا گیا۔ آپؐ نے ان پر اپنے غلام حضرت شُقْرانؓ کو نگران مقرر کیا۔ خمس اور مسلمانوں کے حصوں پر حضرت مَحْمِیَہ بن جَزْءؓ کو نگران مقرر کیا۔ آپؐ نے سارے مال غنیمت میں سے خُمس نکالا۔ خُمس اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مال غنیمت میں سے وہ پانچواں حصہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور رسولؐ کے قریبی رشتہ داروں اور مشترک اسلامی ضروریات کے لیے الگ کیا جاتا ہے۔ قیدیوں کو لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا اور سامان جانوروں اور بھیڑ بکریوں کو بھی تقسیم کر دیا گیا۔

(کتاب المغازی واقدی جلد 1 صفحہ 410 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1984ء)

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 88)

حضرت جویریہؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آنے کا بھی واقعہ لکھا ہے جیسا کہ پہلے میں نے بیان کیا۔

”قبیلہ بنو مصطلق کے جو قیدی گرفتار ہوئے تھے ان میں اس قبیلہ کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی بَرَّہ بھی تھی“ جن کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر کے جُوَیْرِیَہ رکھ دیا تھا ”جو مُسَافِعْ بن صَفْوَان کے عقد میں تھی جو غزوہ مُرَیسیع میں مارا گیا تھا۔ ان قیدیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسب دستور مسلمان سپاہیوں میں تقسیم فرما دیا تھا اور اس تقسیم کی رو سے بَرَّہ بنتِ حارِث ایک انصاری صحابی ثابت بن قیسؓ کی سپردگی میں دی گئی تھی۔ بَرَّہ نے آزادی حاصل کرنے کے لئے ثابت بن قیسؓ کے ساتھ مکاتبت کے طریق پر یہ سمجھوتہ کیا“ مکاتبت کہتے ہیں کہ کوئی غلام یا لونڈی اپنے مالک سے یہ معاہدہ کر لے کہ وہ ایک مقررہ رقم ادا کر کے آزاد ہو جائے گی۔ بہرحال انہوں نے سمجھوتہ کیا ”کہ وہ اگر اسے اس قدر رقم“ جو رقم مقرر تھی وہ 9 اوقیہ سونا تھا جو تین سو ساٹھ درہم بنتے ہیں۔ ”فدیہ کے طور پر ادا کر دے تو آزاد سمجھی جاوے۔ اس سمجھوتہ کے بعد بَرَّہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارے حالات سنائے۔ اور یہ جتلا کر کہ میں بنو مصطلق کے سردار کی لڑکی ہوں فدیہ کی رقم کی ادائیگی میں آپ کی اعانت چاہی۔ اس کی کہانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت متاثر ہوئے اور غالباً یہ خیال کر کے کہ چونکہ وہ ایک مشہور قبیلہ کے سردار کی لڑکی ہے شاید اس کے تعلق سے اس قبیلہ میں تبلیغی آسانیاں پیدا ہو جائیں آپؐ نے ارادہ فرمایا کہ اسے آزاد کر کے اس کے ساتھ شادی فرما لیں۔ چنانچہ آپؐ نے اسے خود اپنی طرف سے پیغام دیا اور اس کی طرف سے رضامندی کا اظہار ہونے پر آپؐ نے اپنے پاس سے اس کے فدیہ کی رقم ادا فرما کر اس کے ساتھ شادی کر لی۔ صحابہؓ نے جب یہ دیکھا کہ ان کے آقا نے بنو مصطلق کی رئیس زادی کو شرف ازدواجی عطا فرمایا ہے تو انہوں نے اس بات کو خلاف شانِ نبویؐ سمجھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سسرال والوں کو اپنے ہاتھ میں قید رکھیں اور اس طرح ایک سو گھرانے یعنی سینکڑوں قیدی بلا فدیہ یک لخت آزاد کر دئے گئے۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ جویریہؓ ...... اپنی قوم کے لئے نہایت مبارک وجود ثابت ہوئی ہے۔ اس رشتہ اور اس احسان کا یہ نتیجہ ہوا کہ بنو مصطلق کے لوگ بہت جلد اسلام کی تعلیم سے متاثر ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہو گئے۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 570-571)

ایک روایت یہ بھی ہے کہ حضرت جویریہؓ کے والد حضرت حارثؓ اپنی بیٹی کا فدیہ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فدیہ دے کر حضرت جویریہؓ کو آزاد کروانے کے بعد وہ خود بھی اسلام لے آئے اور پھر اس کی شادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی۔

سیرت ابن ہشام میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بنو مصطلق سے مدینہ واپس آئے تو حضرت جویریہؓ کا باپ حارث بن ابی ضرار اپنی بیٹی کا فدیہ دینے کے لیے آپؐ کے پاس آیا۔ جب وہ وادی عقیق میں پہنچا تو اس نے وہ اونٹ جو اپنی بیٹی کے فدیہ میں دینے کے لیے اپنے ساتھ لایا تھا ان میں سے دو اونٹ اسے بہت پسند آئے تھے۔ اس نے انہیں وادی عقیق کی ایک گھاٹی میں چھپا دیا۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے میری بیٹی کو گرفتار کر لیا ہے۔ یہ اس کا فدیہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: وہ دو اونٹ کہاں ہیں جو تم نے عقیق کی فلاں فلاں گھاٹی میں چھپائے تھے؟ وہ اس بات سے متاثر ہوا حارث نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں، کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! اللہ ہی ہے جس نے آپ کو اس سے آگاہ کیا ہے کیونکہ اس وقت ان اونٹوں کے پاس سوائے حارث کے اَور کوئی بھی نہ تھا۔ پھر حارث نے اسلام قبول کر لیا اور اس کے ساتھ ہی ان کے دو بیٹوں نے اور ان کی قوم کے کچھ لوگوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ ٦٧٣، ٦٧٤ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ایک روایت میں یہ ذکر ملتا ہے کہ حضرت جویریہؓ کے بھائی عبداللہ بن حارث اپنی قوم بنو مصطلق کے قیدیوں کا فدیہ لے کر آئے تھے مگر راستہ میں انہوں نے اونٹوں اور حبشہ کی ایک باندی کو ایک مقام پر چھپا دیا۔ اس کے بعد عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر قیدیوں کے فدیہ کے متعلق بات کی۔ آپؐ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے مگر تم فدیہ کے لیے کیا لے کر آئے ہو۔ اس نے کہا میں تو کچھ بھی نہیں لایا۔ آپؐ نے فرمایا تو وہ جوان اونٹ اور سیاہ فام باندی کہاں ہے جن کو تم نے فلاں فلاں جگہ چھپا دیا ہے؟ یہ سنتے ہی عبداللہ نے کہا: مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور کہا کہ اس وقت میرے ساتھ کوئی نہیں تھا جبکہ میں نے فدیہ کے اس مال کو چھپایا تھا اور نہ ہی اس واقعہ کے بعد مجھ سے پہلے آپ تک کوئی دوسرا شخص پہنچا ہے۔ غرض اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد 3 صفحہ 20 دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں بھی لکھا ہے کہ

”حضرت جویریہ کی شادی کے متعلق ایک روایت یہ بھی آتی ہے کہ جب ان کے والد انہیں چھڑانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ کے فیض صحبت سے مسلمان ہو گئے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے پیغام ملنے پر“ یعنی رشتہ کا جو پیغام بھیجا تھا ”انہوں نے خود برضا ورغبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کر دی۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 571)

حضرت جویریہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے تین روز پہلے میں نے خواب میں دیکھا یعنی جب وہ وہاں بنو مصطلق کی طرف گئے تھے۔ کہتی ہیں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ چاند یثرب سے چلا ہے اور میری آغوش میں آ گرا ہے۔ میں نے ناپسند کیا کہ کسی کو اپنا خواب بیان کروں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ جب ہمیں قیدی بنا لیا گیا تو مجھے اس خواب کے پورا ہونے کی امید ہوئی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آزاد کیا اور مجھ سے نکاح کر لیا تو بخدا! میں نے آپؐ سے اپنی قوم کے بارے میں بات نہ کی تھی۔ میں نے قوم کی رہائی کے بارے میں کوئی سفارش نہیں کی۔ حتی کہ مسلمانوں نے خود ہی انہیں آزاد کر دیا۔ مجھے علم نہ ہوا یہاں تک کہ میری ایک پھوپھوزاد بہن نے مجھے بتایا تو اس پر میں نے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کی۔

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 347 دارالکتب العلمیہ بیروت)

ابن ہشام نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جویریہؓ کا حق مہر چار سو درہم مقرر کیا۔

(السیرۃ النبویہ لابن ہشام صفحہ 674 دارالکتب العلمیہ بیروت)

بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ سے مظفر و منصور کامیاب و کامران مدینہ واپس تشریف لائے اور کل اٹھائیس روز مدینہ سے باہر رہے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 354 دارالکتب العلمیہ بیروت)

غزوۂ بنو مصطلق سے واپسی پر منافقین کے سردار عبداللہ بن اُبَی بن سلول کے نفاق کا اعلانیہ اور باغیانہ اظہار جو اس نے کیا تھا اس کا بھی تاریخ میں ذکر ملتا ہے۔

اس کی تفصیل یوں ہے کہ بنو مصطلق سے لڑائی ختم ہو گئی اور مسلمان ابھی مریسیع کے کنویں پر موجود تھے اس کنویں کا پانی بہت کم تھا۔ ڈول ڈالا جاتا تھا تو آدھا بھر کر آتا تھا۔ کنویں پر سِنَان بن وَبَر جُهَنی آیا جو بنو خزرج کا حلیف تھا۔ اس وقت پانی پر مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت موجود تھی۔ سِنَان بن وَبَر جُہَنی نے اپنا ڈول ڈالا اور عمر بن خطابؓ کے نوکر جَهْجَاه بن مسعود غِفَارِی نے بھی پانی نکالنے کے لیے اپنا ڈول ڈالا۔ سِنَان اور جَهْجَاه کے ڈول ٹکرا گئے جس پر یہ دونوں شخص آپس میں الجھ پڑے۔ پانی تھوڑا تھا کسی کو پورا پانی نہ ملا۔ جَهْجَاه نے سِنَان کو مارا اور اس کا خون بہنے لگا تو سِنَان نے مدد کے لیے آواز دی۔ اے انصار! اور جَهْجَاه نے آواز دی

ارشاد باری تعالیٰ

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ○ (سورۃ البقرۃ :239)

ترجمہ: اپنی نمازوں کی حفاظت کرو بالخصوص مرکزی نماز کی

اور اللہ کے حضور فرمانبرداری کرتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ۔

طالبِ دعا : بی۔ ایم۔ خلیل احمد ولد مکرم بی۔ ایم۔ بشیر احمد صاحب و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (البقرہ:154)

ترجمہ: اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو (اللہ سے) صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو۔

یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

طالبِ دعا : سید بشیر الدین محمود احمد افضل مع فیملی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

اے مہاجرین! اور ایک روایت میں ہے اے قریش! تو دونوں قبیلوں کی ایک جماعت آ گئی اور ہتھیار نکال لیے۔ قریب تھا کہ بڑا فتنہ برپا ہو جاتا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فوراً اطلاع ملی تو آپؐ نے اس معاملے کو ختم کروایا۔ بہرحال اس کی تفصیل کی بعض روایات ہیں۔

صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق جھگڑے کا سبب یہ بیان ہوا ہے کہ مہاجرین میں سے ایک شخص نے انصار میں سے ایک شخص کی پشت پر ٹانگ ماری۔ اس پر اس انصاری نے کہا اے انصار! مدد کے لیے آؤ اور اس مہاجر نے کہا اے مہاجرین! مدد کے لیے آؤ۔ ان دونوں کے درمیان لڑائی کا سبب پانی کا حوض تھا جس سے انصاری کی اونٹنی نے پانی پیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپؐ نے فرمایا: یہ جاہلیت کی صدا کیسی ہے؟ کیا باتیں کر رہے ہو تم لوگ؟ یہ جاہلوں والی باتیں ہیں۔ آپؐ کو سارا حال بتایا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: تم ایسی بات کو چھوڑ دو۔ یہ بھائی چارے کو ختم کرنے والی ہے۔ ہر آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے بھائی کی مدد کرے خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ اگر وہ ظالم ہو تو اس کو ظلم سے روک دے اور اگر مظلوم ہو تو اس کی مدد کرے۔

مہاجرین کی ایک جماعت نے حضرت عُبادہ بن صامِتؓ سے بات چیت کی اور انصار کی ایک جماعت نے سِنان سے بات چیت کی تو سِنان نے اپنا حق چھوڑ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ساری باتیں ان تک پہنچائیں۔ بات کی اور سمجھایا تو سِنان نے اپنا حق چھوڑ دیا۔ عبداللہ بن اُبَی اپنے دس منافق ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں حضرت زید بن ارقمؓ بھی تھے لیکن وہ ابھی کم عمر تھے یا بعض روایات کے مطابق ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے جبکہ بعض روایات کے مطابق وہ بالغ تھے۔ عبداللہ بن اُبَی کو جہجاہ کی یہ صدا سنائی دی کہ اے قریش کے لوگو! اسے شدید غصہ آیا۔ اس نے کہا بخدا! میں نے آج جیسا دن کبھی نہیں دیکھا۔ کہنے لگا بخدا! مجھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ آنے کے وقت سے ہی یہ دین سخت ناپسند تھا لیکن میری قوم نے مجھ پر غلبہ پالیا اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ قریش کے لوگ ہم پر حاکم ہو گئے اور ہمارے شہر میں ان کی کثرت ہو گئی اور ہمارے احسانات کی ناقدری کی۔ اس نے بڑی گندی مثال دی کہ یہ قریش کے افراد ایسے ہیں کہ جس طرح کہا جاتا ہے کہ اپنے کتے کو موٹا کرو تا کہ وہ تمہیں کھا جائے۔ کہنے لگا میرا تو گمان تھا کہ میں اس طرح کی پکار کی صدا آنے سے قبل مر گیا ہوتا جیسی صدا جہجاہ نے دی تھی۔ میں یہاں موجود ہوں مجھ سے تو یہ سب کچھ برداشت نہیں ہو سکتا۔ اللہ کی قسم! اگر ہم مدینہ پہنچ گئے تو سب سے زیادہ عزت والا شخص سب سے زیادہ ذلیل آدمی کو وہاں سے باہر نکال دے گا۔ پھر اس نے اپنی قوم کے موجودہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔ یہ تم لوگوں نے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ تم نے انہیں اپنے شہر میں ٹھہرایا اور وہ وہیں ٹھہر گئے۔ تم نے اپنے اموال میں سے ان کے حصے مقرر کیے یہاں تک کہ وہ مالدار ہو گئے۔ بخدا! اب بھی تم اپنے ہاتھ روک لو تو وہ تمہارا شہر چھوڑ کر کسی اور شہر چلے جائیں گے۔ وہ لوگ پھر بھی اس پر راضی نہ ہوئے جو تم لوگوں نے ان کے لیے کیا تھا۔ اس نے بڑا بھڑکانے کی کوشش کی کہ مہاجرین تو اس پہ راضی نہیں ہوئے جو تم نے ان پہ احسان کیا یہاں تک کہ تم نے اپنی جانوں کو موت کا نشانہ بنایا۔ تم لوگ اس یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر قتل ہوئے اور تم لوگوں نے اپنی اولادوں کو یتیم کیا۔ اس کے نتیجہ میں تم تھوڑے ہو گئے اور وہ لوگ بڑھ گئے۔ حضرت زید بن ارقمؓ نے جب عبداللہ بن اُبَی کی یہ بات سنی کہ اگر ہم مدینہ پہنچ گئے تو سب سے زیادہ عزت والا شخص سب سے زیادہ ذلیل شخص کو اس سے باہر نکال دے گا تو انہوں نے وہیں کھڑے ہو کے اسے کہا کہ اللہ کی قسم! تُو ہی اپنی قوم میں ذلیل ہے۔ تو ہی کمتر ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رحمان خدا کی طرف سے غلبہ اور شان رکھنے والے ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے طاقت رکھنے والے ہیں۔ غیرت دکھائی انہوں نے۔

اس پر ابنِ اُبَی نے اسے کہا تُو خاموش ہو جا۔ میں تو صرف ہنسی مذاق اور کھیل تماشے کی باتیں کر رہا تھا۔ خوف بھی آیا اس کو۔ ڈر گیا۔ زید بن ارقمؓ یہ ساری باتیں سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ گئے اور اس وقت آپ کے پاس مہاجرین اور انصار صحابہ کی ایک جماعت بھی موجود تھی۔ زید نے آپؐ کو ابنِ اُبَی کی ساری بات بتا دی۔ بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ زید بن ارقم نے اپنے چچا سے اس واقعہ کا ذکر کیا اور چچا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً زید کو طلب کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کی بات کو ناپسند کیا اور آپ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا۔ آپؐ نے فرمایا: اے لڑکے! شاید تجھے ابنِ اُبَی پر غصہ ہے۔ زید نے کہا نہیں۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ کی قسم! میں نے یہ بات اس سے سنی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: شاید تمہارے سننے میں غلطی ہو گئی ہو۔ زید نے کہا اللہ کی قسم! یارسول اللہ! ایسا نہیں ہے۔ آپؐ نے فرمایا: شاید تم پر معاملہ مشتبہ ہو گیا ہو۔ زید نے کہا یارسول اللہ! اللہ کی قسم! ایسا نہیں ہے۔ لشکر میں ابنِ اُبَی کی بات پھیل گئی اور لوگوں کا موضوع بحث یہی بات تھی اور انصار کے لوگ زید کو ملامت اور تنبیہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ تُو نے اپنی قوم کے سردار پر یہ الزام لگایا ہے۔ تُو اس کے خلاف ایسی بات کہتا ہے جو اس نے نہیں کہی۔ زید کے چچا نے بھی خفگی کا اظہار کیا۔

انہوں نے کہا تمہیں کیا سوجھی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں جھوٹا قرار دیا اور تم سے ناراض ہو گئے۔ زیدؓ نے کہا: اللہ کی قسم! جو اس نے کہا میں نے خود سنا ہے۔ اللہ کی قسم! خزرج میں عبداللہ بن اُبَی سے زیادہ مجھے کوئی شخص محبوب نہیں تھا۔ اگر میں یہ بات اپنے باپ سے بھی سنتا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور بتاتا۔ اگر ایسی بات جو عبداللہ بن اُبَی نے کہی تھی۔ مجھے تو کوئی پرواہ نہیں تھی۔ ان کا ایمان بڑا پختہ تھا۔ کہتا ہے کہ اگر میرا باپ بھی کہتا تو میں یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور بتاتا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کرے گا جو میری بات کی تصدیق کرے گی۔ زید اس صورتحال سے سخت مغموم ہوئے۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ مجھے ایسا غم پہنچا کہ ایسا غم مجھے کبھی نہیں پہنچا تھا۔ میں اپنے گھر بیٹھا رہا۔ یہاں گھر سے مراد ان کی بیرونی قیام گاہ ہے جہاں انہوں نے کیمپ لگایا ہوا تھا۔ مدینہ والا گھر نہیں ہے کیونکہ یہ سارا واقعہ ہی مدینہ سے باہر کا ہے۔ زید نے لوگوں سے بچنے کے لیے ان کے سامنے آنا چھوڑ دیا۔ انہیں ڈر تھا کہ لوگ انہیں دیکھ کر کہیں کہ تم نے جھوٹ بولا ہے۔ دوسری طرف مجلس میں موجود انصار نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اور زید کو دیا گیا جواب سنا تو ان میں سے چند لوگ وہاں سے اٹھے اور عبداللہ بن اُبَی کے پاس آ کر اس کو خبر دی اور اوس بن خَولِی نے کہا اے ابوحُبَاب! یہ اس کی کنیت تھی کہ اگر تُو نے یہ بات کہی تھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دے تا کہ وہ تیرے لیے استغفار کریں اور تُو اس کا انکار نہ کر۔ کہیں تیرے بارے میں کوئی وحی نازل ہو کر تیری تکذیب نہ کر دے۔ اور اگر تُو نے یہ بات نہیں کہی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ اور ان کو عذر بیان کر اور قسم کھا کہ تُو نے یہ نہیں کہا تھا۔ تو اس نے اللہ کی قسم کھائی کہ اس نے کچھ نہیں کہا تھا۔ پھر ابنِ اُبَی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن اُبَی! اگر یہ بات تُو نے کہی تھی تو توبہ کر لے تو وہ قسمیں کھانے لگا کہ زید نے جو کچھ کہا میں نے وہ نہیں کہا تھا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب عبداللہ بن اُبَی کو خبر ہوئی تو وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے اللہ کی قسم کھائی اور کہا کہ زید نے جو بات آپ کو بتائی ہے وہ میں نے نہیں کہی اور ایک تیسری روایت یہ بھی ملتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود عبداللہ بن اُبَی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا تو انہوں نے قسم کھائی کہ انہوں نے ایسا کچھ نہیں کہا۔ اس پر حاضرین میں سے انصار صحابہ کرامؓ نے کہا امید ہے بچے کو بات میں وہم پیدا ہو گیا ہو اور وہ بات یاد نہ رہی ہو جو ابنِ اُبَی نے کہی تھی۔ یہ بات انہوں نے ابنِ اُبَی کے دفاع میں کہی کیونکہ وہ اپنی قوم میں معزز اور مرتبہ والا تھا۔ کچھ لوگوں نے گمان کیا کہ زیدؓ سچ کہہ رہا ہے اور کچھ نے اس کے بارے میں بدگمانی کی۔ کچھ نے تو یقین کر لیا کہ زیدؓ چاہے چھوٹی عمر کا ہے لیکن سچ بات ہی کہہ رہے ہیں۔ بہرحال اکثر جو بڑے تھے وہ اس کو غلط سمجھتے تھے۔

حضرت عمر بن خطابؓ بیان کرتے ہیں کہ جب ابنِ اُبَی کا واقعہ ہوا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے سائے میں تشریف فرما تھے اور آپؐ کے پاس ایک سیاہ فام غلام آپؐ کی پیٹھ دبا رہا تھا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! شاید آپ کی کمر میں درد ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ گذشتہ رات مجھے اونٹنی نے گرا دیا تھا۔

ان باتوں کے بعد پھر میں اصل بات کی طرف آیا۔ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے اجازت دیں کہ میں ابنِ اُبَی کی گردن مار دوں۔ اسے قتل کر دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں صحابہ کو اس کے قتل کا حکم دوں تو وہ اس کو قتل کر دیں گے تو مدینہ میں بہت سے لوگوں کو یہ ناگوار گزرے گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ محمد بن مَسْلَمَہ کو حکم دیں کہ وہ اس کو قتل کر دے۔ آپؐ نے فرمایا: لوگ یہ باتیں نہ کرتے پھریں کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کر رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا پھر آپؐ لوگوں کو روانگی کا حکم دیں۔ آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے۔

ایک روایت میں ذکر ہے کہ آپؐ نے خود حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ کوچ کرنے کا اعلان کرو۔ یہ دن کا وہ وقت تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً سفر نہیں کیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہ خیال تھا کہ اس نے بات ضرور کی ہے اور اسی کو پورا کرنے کے لیے انہوں نے کہا اچھا پھر یہ کہتا ہے کہ ذلیل آدمی کو نکال دے گا تو چلو سفر کرتے ہیں۔ واپس مدینہ جاتے ہیں دیکھتے ہیں کیا کرتا ہے۔ بہرحال حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے لوگوں میں روانگی کا اعلان کیا۔ اس وقت شدید گرمی تھی اور آپؐ کی عادت یہ تھی کہ ٹھنڈے وقت سفر کرتے تھے لیکن جب ابنِ اُبَی کی خبر آئی تو اس وقت کوچ کیا اور سب سے پہلے آپؐ کو سعد بن عُبادہؓ ملے اور بعض نے کہا کہ اُسَید بن حُضَیرؓ ملے۔ انہوں نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَعَلَیْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ انہوں نے عرض کیا یارسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس گرمی میں اس وقت میں روانگی اختیار کی ہے جس میں آپ کی عادت روانگی کی نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تجھ تک وہ باتیں نہیں پہنچیں جو تمہارے ساتھی نے کہی ہیں؟ انہوں نے پوچھا یارسول اللہ! کون سا ساتھی؟ آپؐ نے

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بعض اوقات مَیں نماز پڑھانے کیلئے کھڑا ہوتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ لمبی نماز پڑھاؤں لیکن جب میں کسی بچّے کا رونا سنتا ہوں تو اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں اس ڈر سے کہ کہیں اس کی ماں کو گھبراہٹ نہ ہو۔ (بخاری کتاب الصّلوٰۃ باب اخف الصلوٰۃ عند بکاء الصّبیّ)

طالب دعا : سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

جو شخص تم میں سے امام الصلوٰۃ سے پہلے سر اُٹھا لیتا ہے وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی طرح بنا دے۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ باب النہی عن سبق الامام برکوع)

طالب دعا : شیخ صادق علی و افراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

فرمایا: عبداللہ بن اُبَی نے کہا ہے کہ جب وہ مدینہ واپس لوٹے گا تو زیادہ عزت والا شخص مدینہ سے زیادہ ذلت والے کو نکال دے گا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! اگر آپ چاہیں تو اس کو مدینہ سے نکال دیں کیونکہ وہ ذلیل ترین اور آپ بہت عزت والے ہیں اور عزت اللہ کے لیے اور آپؐ کے لیے اور مؤمنین کے لیے ہے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس پر نرمی کریں۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو مدینہ میں لایا اور اس کی قوم اس کے لیے تاج پوشی کی تیاری کر رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو مدینہ لے آیا تو اس کا خیال ہے کہ آپ نے اس کی بادشاہت چھین لی۔

(صحیح بخاری کتاب تفسیر القرآن حدیث 4904، 4905) (ھدی الساری مقدمہ فتح الباری صفحہ 468 قدیمی کتب خانہ کراچی) (سیرت الحلبیہ جلد 2 صفحہ 389 دار الکتب العلمیہ بیروت) (فتح الباری شرح صحیح البخاری جلد 8 صفحہ 645 المکتبہ السّلفیہ) (سیرت انسائیکلو پیڈیا جلد 7 صفحہ 182 دار السلام ریاض) (سبل الہدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 348-350 دار الکتب العلمیہ بیروت) (سبل الہدیٰ (مترجم) جلد 4 صفحہ 782، زاویہ پبلشرز لاہور) (السيرة النبوية لابن هشام صفحه 670-671 دار الكتب العلميه بيروت)

بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زیدؓ کی بات کا یقین آ گیا تھا کہ اس نے صحیح کہا ہے اور عبداللہ جھوٹ بول رہا ہے لیکن اس وقت آپؐ مصلحتاً خاموش رہے اور آپؐ نے کہا چلو مدینہ جا کر دیکھتے ہیں کون ذلیل ہے اور کون عزت والا ہے۔ لیکن بہرحال آخر میں پھر یہی ثابت ہوا کہ اس کا قصور تھا اور اس نے یہ باتیں کہی تھیں۔ اس کی تفصیل جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھی ہے وہ بھی انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

اگلے جمعہ انشاء اللہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ بھی شروع ہوگا۔ اس کے لیے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور تمام کارکنان کو اعلیٰ اخلاق دکھاتے ہوئے اور قربانی کے جذبے سے اپنے فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جو مہمان آئے ہیں ان کو بھی اپنی حفاظت میں یہاں رکھے۔ جو سفر میں ہیں، آنے کی تیاری میں ہیں، سفر شروع کرنے والے ہیں یا جنہوں نے بھی آنا ہے سب پر اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔ ان کو حفاظت سے لے کر آئے۔

کچھ مرحومین کا ذکر اور جنازہ میں ان کا پڑھاؤں گا۔ ان میں پہلا جنازہ ہے سلیمہ بانو صاحبہ جو حمید کوثر صاحب ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہند کی اہلیہ تھیں۔ گذشتہ دنوں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ محمد حمید کوثر صاحب لکھتے ہیں کہ یہ عبدالغنی صاحب مرحوم بھدروہ جموں کشمیر کی بیٹی تھیں جنہوں نے مولوی محمد حسین صاحب کے ذریعہ 1935ء میں بیعت کی تھی۔ جلسہ سالانہ قادیان میں پہاڑی اور برفیلی راستوں پر پیدل چل کر اور کچھ حصہ ٹانگے پر سوار ہو کر تقسیم ملک تک قادیان میں حاضر ہوتے تھے۔ بڑا شوق تھا اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خطاب سنتے تھے۔ اپنی اہلیہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ جو ہمیں واقف زندگی کو گزارہ الاؤنس ملتا تھا بہت معمولی تھا لیکن انتہائی کفایت شعاری سے گزارہ کرتی تھیں اور مہمانوں کی مہمان نوازی بھی کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس الاؤنس میں غیر معمولی برکت عطا فرمائی ہے۔ قناعت تھی کبھی شکوہ نہیں کیا۔ یہ ان لوگوں کے لیے بھی سبق ہے جو بعض دفعہ شکوے کرتے ہیں۔ پھر کوثر صاحب کہتے ہیں کیونکہ سری نگر میں پہلی پوسٹنگ تھی وہاں سے میرا تبادلہ بمبئی میں ہو گیا تو وہاں بمبئی میں بطور صدر لجنہ خدمت بجالاتی رہیں۔ پھر کبابیر میں تبادلہ ہو گیا۔ وہاں انہوں نے کہا کہ عربی سیکھنا میرے لیے تو مشکل ہے تو میں عورتوں سے جو بول چال کی عربی ہے وہ سیکھ لیتی ہوں اور پھر وہ سیکھی اور بڑی جلدی سیکھی اور ان کی تعلیم و تربیت میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ 86ء سے 97ء تک گیارہ سال صدر لجنہ اماء اللہ کبابیر کے طور پر خدمت بجالاتی رہیں۔ لجنہ اماء اللہ کو از سر نو منظم کیا۔ اجتماع کے انعقاد کا سلسلہ شروع کروایا۔ اجتماع ہو رہا تھا تو اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی ان کی تعریف کی تھی کہ لجنہ اماء اللہ جماعت کبابیر کا اجتماع ہو رہا ہے اور بتایا کہ ان کا پانچواں اجتماع ہے۔ پھر فرمایا کہ لجنہ اماء اللہ کبابیر ساری عرب خواتین پر مشتمل لجنہ ہے۔ صرف ایک ان میں ہندوستان سے گئی ہوئی کشمیر کی خاتون بھی ہیں مگر وہ بھی اب بالکل عربوں کی طرح بن چکی ہیں۔ گھل مل کے انہوں نے ان کی تربیت کی۔ پھر کہتے ہیں 1998ء میں مَیں واپس آ گیا تو انڈیا میرے ساتھ آ گئیں اور جب تک صحت اور حالات نے اجازت دی، مرحومہ تقریباً روزانہ بیت الدعا اور مسجد مبارک اور بیت الذکر اور بہشتی مقبرہ میں نوافل اور دعا کے لیے جایا کرتی تھیں۔

شریف عودہ صاحب امیر کبابیر لکھتے ہیں کہ مرحومہ کو پہلی صدر لجنہ مقرر کیا گیا۔ مسلسل چھ سال تک یہ ذمہ داری ادا کرتی رہیں۔ کوثر صاحب نے تو زیادہ لکھا ہے۔ انہوں نے چھ سال لکھا ہے۔ بہرحال آخر تک وہ رہیں جب تک وہاں تھیں۔ مرحومہ نے مختلف دینی درسوں اور دینی سرگرمیوں کے ذریعہ لجنہ کی تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ مرحومہ اپنے حسن سلوک اور خوش اخلاقی کے ذریعہ جماعت کبابیر کے ساتھ اچھے تعلقات بنانے میں کامیاب ہوئیں۔ جلد ہی عربی بول چال سیکھ لی اور جماعت کے بیٹوں اور بیٹیوں میں یوں ضم ہو گئیں جیسے وہ ان میں سے ایک ہوں۔ اور کہتے ہیں پچھلے بیس سالوں میں قادیان واپسی کے بعد سے وفات تک کبابیر کی خواتین کے ساتھ پھر بھی انہوں نے تعلق رکھا اور جب وہاں تھیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی دیکھ بھال کیا کرتی تھیں۔ مہمان نوازی میں خاص وصف تھا۔ اسی طرح جماعتی سینٹر کی صفائی کی طرف بھی بہت توجہ دیتی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔ ایک بیٹے ان کے مربی ہیں عطاء المجید مبشر کوثر۔ یہ ایم ٹی اے العربیہ میں یہاں یوکے میں خدمت انجام دے رہے ہیں خدمت بجالا رہے ہیں۔ بیٹی ان کی بشریٰ کوثر صاحبہ ہالینڈ میں ہیں ڈاکٹر ایمن عودہ کی اہلیہ ہیں۔ لجنہ اماء اللہ ہالینڈ میں نیشنل سیکرٹری خدمت خلق کے طور پر خدمت کر رہی ہیں۔ چھوٹے بیٹے شریف کوثر جو ہیں یہ قادیان میں نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھی ہیں۔ مربی بھی ہیں اور اس کے علاوہ ایڈیشنل انچارج شعبہ سمعی بصری بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی نیکیاں ان کی اولاد میں جاری رکھے۔

دوسرا ذکر نور الحق مظہر صاحب کا ہے جو راغب ضیاء الحق صاحب مربی سلسلہ تنزانیہ کے والد تھے۔ لاہور کے تھے۔ گذشتہ دنوں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔

راغب ضیاء الحق صاحب لکھتے ہیں۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے دادا منشی محمد دین صاحب کے ذریعہ سے آئی تھی جو 1905ء میں اپنے چچا کے ہمراہ بیعت کا شوق لیے قادیان پہنچے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھنے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ بیعت کی درخواست کی لیکن اعلان کیا گیا کہ حضرت اقدسؑ کی طبیعت ناساز ہے۔ بیعت نہیں ہوگی۔ اس دن بیعت نہیں ہوئی۔ واپس آ گئے پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ پہ بیعت کی۔ 1974ء میں یہ کرائے کے مکان میں رہتے تھے۔ مخالفین نے اس مکان کو آگ لگا دی۔ گھر کا سارا سامان جل گیا۔ کوئی پناہ نہیں دیتا تھا۔ پھر ایک احمدی نے اپنے گھر میں پناہ دی اور کہتے ہیں میرے والد نے بڑے صبر اور شکر سے اس چھوٹے سے گھر میں گزارا کیا۔ کبھی ان کی زبان پہ کوئی شکوہ نہیں آیا اور یہ نہیں کہا کہ سب کچھ جل گیا ہے اس کے مقابلے پر اللہ تعالیٰ نے کچھ عرصہ بعد ان کو اپنا مکان بنانے کی توفیق دی اور یہ یہی کہا کرتے تھے کہ 1974ء کی قربانی کا صلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ 1974ء میں مسجد مغل پورہ کی حفاظت کر رہے تھے تو غیر احمدی احباب نے مسجد پہ حملہ کر دیا۔ انہوں نے ایک لوہے کی سلاخ آپ کے سر پہ ماری جس سے زخمی ہوئے اور ساری عمر یہ نشان ان کے سر پہ رہا۔ کہتے ہیں میں نے والد صاحب کو ہمیشہ تہجد میں گریہ وزاری کرتے دیکھا ہے اور نمازوں کی خاص پابندی تھی۔ گھر نماز سینٹر تھا۔ پانچ وقت نماز کی امامت کرایا کرتے تھے۔ قرآن کریم پڑھنے اور نمازوں کی طرف گھر والوں کو تلقین کرتے تھے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ محلے کی مسجد کے مولوی نے تقریر کی کہ یہ احمدی جو ہیں ان کا قرآن الگ ہے۔ نماز اور طرح پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس دوران مسجد میں ہی ہمارا ایک غیر احمدی ہمسایہ تھا وہ کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا مولوی صاحب! آپ غلط کہہ رہے ہیں کیونکہ پوری گلی میں صرف ایک گھر ہے جہاں قرآن پڑھنے کی آواز آتی ہے اور وہ نور الحق کا گھر ہے اور وہی قرآن پڑھ رہے ہوتے ہیں جو ہم پڑھتے ہیں۔ آجکل تو مولوی کا خوف اتنا ہے کہ یہ بات کوئی نہیں کہہ سکتا۔ بہرحال اپنے محلے میں انتہائی شریف النفس بزرگ مشہور تھے۔ آخری بیماری میں بھی غیر احمدی جو لوگ تھے، سخت مخالفین وہ بھی آپ کا حال پوچھنے گھر آتے تھے۔ انتہائی سخی دل اور غریب پرور تھے۔ بغیر کسی کو بتائے ضرورتمندوں کو راشن بھجوا دیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ ایک بیٹی امۃ المتین علیم محمود صاحب مربی سلسلہ کی اہلیہ ہیں۔ وہ بھی گھانا میں ہونے کی وجہ سے جنازہ میں شرکت نہیں کر سکیں۔ وفات کے وقت وہاں نہیں تھیں۔ بیٹے راغب ضیاء الحق تنزانیہ میں مربی ہیں وہ وہاں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں وہ بھی میدان عمل میں ہونے کی وجہ سے اپنے والد کے جنازہ میں شامل نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان سب کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

اگلا ذکر ہے امۃ الحفیظ نگہت صاحبہ جو محمد شفیع صاحب مرحوم ربوہ کی اہلیہ تھیں۔ یہ بھی گذشتہ دنوں وفات پا گئیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور مبارک تنویر صاحب مربی سلسلہ جرمنی کی ساس تھیں۔ ان کی بیٹی امۃ الجمیل غزالہ ہیں جو جرمنی کی نائب صدر لجنہ بھی ہیں۔ امۃ الجمیل صاحبہ لکھتی ہیں کہ میری والدہ صوم وصلوٰۃ کی پابند تھیں۔ اعلیٰ صفات کی حامل، نیک شخصیت تھیں۔ کوئی دعا کے لیے کہتا تو اپنے اوپر لازمی سمجھ لیتیں اور پوری فکر اور لگاؤ سے درد دل کے ساتھ اس کے لیے دعاؤں میں لگ جاتیں۔ خلافت سے انتہائی درجہ کا وفا کا تعلق تھا۔ بچوں کو بھی اس کا درس دیا کرتی تھیں۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی تھیں اور ہمیں عملی طور پہ سکھایا کہ دین کی خدمت ہی اصل سرمایہ ہے۔ لجنہ کے مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق ملی۔ تبلیغ کا جنون کی حد تک شوق رکھتی تھیں۔ پیدل ہی دور دراز علاقوں میں تبلیغ کے لیے نکل جاتی تھیں۔ جب تک وہاں تبلیغ کی اجازت تھی اتنی زیادہ مخالفت نہیں تھی۔ مقدمے زیادہ نہیں بنتے تھے اس وقت تبلیغ کرتی رہیں۔ میڈیکل کیمپس لگاتی تھیں ہومیو پیتھک دوائیاں تقسیم کیا کرتی تھیں۔ ان کی مساعی کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے انہیں پچاس کے قریب پھل بھی عطا فرمائے۔ یعنی لوگوں کو بیعت کروانے کی ان کو توفیق ملی۔ دنیوی لحاظ سے تعلیم کم تھی مگر علم حاصل کرنے کا شوق تھا۔ دینی کتب پڑھ کے ہی بڑی مدلل گفتگو کیا کرتی تھیں اور ہر شخص کے ذہنی معیار کے مطابق اس سے بات کیا کرتی تھیں۔ کبھی کوئی سوالی گھر سے خالی ہاتھ نہیں گیا۔ خواتین کو ہمیشہ یہ کہا کرتی تھیں کہ بجائے مانگنے کے روزگار حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ مختلف غریب بچیوں کو اپنے گھر رکھ کر انہیں تعلیم بھی دلوائی اور پھر ان کی شادیوں کے اخراجات خوش دلی سے برداشت کیے اور ہمیشہ ان سے بہت حسن سلوک رکھا۔ غزالہ صاحبہ کہتی ہیں کہ میں جب ان کو ملنے گئی تو انہوں نے کہا کہ تم وقف زندگی ہو اس لیے میں تمہیں روکتی نہیں۔ تم اپنی رخصت گزار کے واپس جاؤ۔ جب بیماری شدید تھی تو بھائی نے بھی کہا کہ ان کو بلا لیں تو انہوں نے کہا نہیں وہ وقف ہے۔ اس کو رہنے دو۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں اور بہت سی نواسیاں، پوتے پوتیاں ہیں جن سب کو کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کی خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ بڑا نیک ماحول انہوں نے اپنے گھر میں قائم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دونوں داماد بھی جماعتی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی نیکیاں آگے نسل میں بھی جاری فرمائے۔

☆......☆......☆

(الفضل انٹرنیشنل ۹ / اگست ۲۰۲۴ء صفحہ ۲ تا ۶)

خطبہ جمعہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کو رواج دینے کے لیے تم چاہے کسی کو جانتے ہو یا نہیں جانتے اس کو سلام کرو

حدیقۃ المہدی میں ایک عارضی شہر بنایا گیا ہے تا کہ جلسہ سالانہ کے ماحول میں رہ کر ہم دنیاوی جھمیلوں سے علیحدہ ہو کر اپنی دینی، روحانی، اخلاقی حالتوں کو بہتر کرنے کی کوشش کریں

جلسے پر آنے والوں کو کسی بھی قسم کی سہولت میسر آنے سے زیادہ اس بات کی فکر ہونی چاہیے کہ کس طرح ہم اس ماحول سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں

مَیں تمام کارکنان کو اس طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ جو بھی ڈیوٹیاں ان کے سپرد ہیں وہ انہیں اچھے رنگ میں انجام دینے کی کوشش کریں۔ بہترین رنگ میں انجام دینے کی کوشش کریں۔ جلسہ کے مہمانوں کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان سمجھ کر خدمت کریں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر نیک مقصد کے لیے آنے والے مہمان سمجھ کر خدمت کریں۔ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ مہمان کی طرف سے آپ کے خیال میں اگر کوئی زیادتی بھی ہو جاتی ہے تو اس سے صرفِ نظر کریں۔ یہی ہماری روایت ہے۔ یہی اعلیٰ اخلاق ہیں۔ یہی خدا اور اس کے رسولؐ کا حکم ہے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔ اب یہ مہمان نوازی اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ہر ملک میں ایک خاص وصف بن چکا ہے

ہر شعبہ کے کارکنان کو اپنے مہمانوں کا اچھی طرح خیال رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے، چاہے وہ ٹریفک کی ڈیوٹی ہے یا پارکنگ کی ڈیوٹی ہے یا کھانا کھلانے کی ڈیوٹی ہے یا ڈسپلن کی ڈیوٹی ہے یا گیٹ پر چیکنگ کی ڈیوٹی ہے یا hygiene اور صفائی کی ڈیوٹی ہے یا پانی سپلائی کی ڈیوٹی ہے کوئی بھی ڈیوٹی ہے، کوشش کریں کہ حتی الوسع مہمان کی سہولت کا انتظام ہو اور اس کو کسی طرح تکلیف نہ پہنچے

جو للّٰہی سفر اختیار کرنے والے ہوتے ہیں ان کی ان دنیاوی ضروریات اور آراموں کی طرف بہت کم توجہ ہوتی ہے
اور یہی ان کا بنیادی مقصد ہوتا ہے کہ یہاں رہ کر زیادہ سے زیادہ روحانی مائدے سے فائدہ اٹھائیں

حقیقی مومن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ غصہ کو دبانے والے ہوتے ہیں اور زیادتی کرنے والے یا جن پر زیادتی ہو رہی ہو دونوں کو میں یہ کہتا ہوں کہ جلسے کے ماحول کے تقدس کو سامنے رکھیں اور مہمان بھی صَرفِ نظر سے اور عفو سے اور درگزر سے کام لیں

یہاں آنے والے ایک دوسرے کو سلام کرنے کا بھی رواج دیں...... اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو یہ پاکیزہ اور بابرکت دعا سکھائی ہے اس کی طرف ان دنوں میں بہت توجہ دیں تا کہ ہم ہر طرف سلامتی اور پیار اور محبت پھیلانے والے بن جائیں اور یہ ماحول خالصۃً للہ پیار اور محبت اور بھائی چارے کا ماحول بن جائے

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر میزبانوں اور مہمانوں کو زرّیں نصائح نیز ارشادِ نبویؐ کی روشنی میں سلام کو رواج دینے کی تلقین

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26/جولائی 2024ء بمطابق 26/وفا 1403 ہجری شمسی بمقام حدیقۃ المہدی، آلٹن (ہمپشئر)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جلسہ سالانہ برطانیہ شروع ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں لوگ یہاں دینی اور روحانی ماحول سے فائدہ اٹھانے کے لیے آئے ہیں۔ ان دنوں میں یہاں حدیقۃ المہدی میں ایک عارضی شہر بنایا گیا ہے تا کہ اس ماحول میں رہ کر ہم دنیاوی جھمیلوں سے علیحدہ ہو کر اپنی دینی، روحانی، اخلاقی حالتوں کو بہتر کرنے کی کوشش کریں۔

پس ایسے حالات میں آنے والوں کو کسی بھی قسم کی سہولت میسر آنے سے زیادہ اس بات کی فکر ہونی چاہیے کہ کس طرح ہم اس ماحول سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں لیکن بہرحال انسان کے ساتھ بشری ضروریات اور تقاضے بھی لگے ہوئے ہیں۔ اس لیے انتظامیہ یہ کوشش کرتی ہے کہ ان ضروریات کو پورا کرنے اور آنے والوں کو جس حد تک ممکن ہو آرام پہنچانے کے لیے انتظام ہو سکتے ہیں وہ کریں۔ اس کے لیے مختلف شعبہ جات جلسہ سالانہ کے دنوں میں ہمارے نظام میں قائم کیے جاتے ہیں اور ہزاروں کارکنان رضا کارانہ طور پر اپنی خدمات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے لیے پیش کرتے ہیں۔

پس اس حوالے سے پہلے تو مَیں تمام کارکنان کو اس طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ جو بھی ڈیوٹیاں ان کے سپرد ہیں وہ انہیں اچھے رنگ میں انجام دینے کی کوشش کریں۔ بہترین رنگ میں انجام دینے کی کوشش کریں۔ جلسہ کے مہمانوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان سمجھ کر خدمت کریں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کی خاطر نیک مقصد کے لیے آنے والے مہمان سمجھ کر خدمت کریں۔ اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں۔ مہمان کی طرف سے آپ کے خیال میں اگر کوئی زیادتی بھی ہو جاتی ہے تو اس سے صَرفِ نظر کریں۔ یہی ہماری روایت ہے۔ یہی اعلیٰ اخلاق ہیں۔ یہی خدا اور اس کے رسولؐ کا حکم ہے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے چاہتے ہیں۔ اب یہ مہمان نوازی اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کا ہر ملک میں ایک خاص وَصف بن چکا ہے۔

جلسہ کے دنوں میں خاص طور پر اس طرف بہت توجہ دی جاتی ہے۔ پس یہاں بھی ہمیشہ کی طرح سب کارکنان ان اعلیٰ اوصاف کا مظاہرہ کریں جو اسلامی تعلیم کا خاصّہ ہیں۔ مجھے علم ہے کہ سب کارکنان اس جذبے سے کام کرتے ہیں اور اب بھی کریں گے۔ کل میں نے کارکنان سے جو مختصر سا خطاب تھا جسے کارکنان سے خطاب کہتے ہیں اس میں بھی یہی کہا تھا لیکن یاددہانی اور کئی نئے آنے والوں کی تربیت کے لیے یہ میں باتیں کہہ رہا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ مہمان کا دل تو آئینہ کی طرح ہوتا ہے، جذباتی ہوتے ہیں۔ ان کا خیال رکھنا چاہیے۔ ذراسی بات پر ہلکی سی ٹھوکر سے وہ شیشے کی طرح ٹوٹ جاتا ہے۔
(ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 406 ایڈیشن 1984ء)

مہمان کا دل بڑا نازک ہوتا ہے اور پھر اس شخص کے لیے بعض دفعہ ٹھوکر کا باعث بن جاتا ہے۔ بعض صحیح طرح سوچتے نہیں کہ یہ تو صرف اس کارکن کی غلطی تھی۔ جماعتی تعلیم کا اس میں کوئی قصور نہیں ہے لیکن بعضوں کو

بہر حال ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ پس بہت خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ بہر حال یہ باتیں ان لوگوں کے متعلق ہیں جو نئے آنے والے ہیں جن کی صحیح تربیت نہیں ہوئی یا جماعت میں ابھی تک شامل نہیں ہوئے ہوتے لیکن یہاں آنے والے اکثر اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہیں یہ بات سمجھ کر آتے ہیں کہ یہاں تکالیف برداشت کرنی پڑیں گی لیکن بہر حال جیسا کہ میں نے کہا کچھ مہمان باہر کے بھی ہوتے ہیں جن کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے جو ابھی تک جماعت میں شامل نہیں ہوئے یا جن کی صحیح تربیت نہیں ہوئی۔ پس اس کے لیے جو کارکنان ہیں سب کارکنان، ہر شعبہ کے جو کارکنان ہیں ان کو اپنے مہمانوں کا اچھی طرح خیال رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے، چاہے وہ ٹریفک کی ڈیوٹی ہے یا پارکنگ کی ڈیوٹی ہے یا کھانا کھلانے کی ڈیوٹی ہے یا ڈسپلن کی ڈیوٹی ہے یا گیٹ پر چیکنگ کی ڈیوٹی ہے یا ہائی جین اور صفائی کی ڈیوٹی ہے یا پانی سپلائی کی ڈیوٹی ہے کوئی بھی ڈیوٹی ہے کوشش کریں کہ حتی الوسع مہمان کی سہولت کا انتظام ہو اور اس کو کسی طرح تکلیف نہ پہنچے۔

بعض باتیں اس کے بعد میں مہمانوں کو بھی کہنی چاہوں گا۔ اسی طرح کچھ انتظامی باتیں بھی ہیں جو میں عرض کروں گا۔ مہمانوں کے لیے تو سب سے پہلے میں یہ بات کہنی چاہتا ہوں کہ آپ لوگ ایک نیک مقصد کے لیے یہاں آئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان بن کر یہاں آئے ہیں۔ دنیاوی اعزاز اور دنیاوی خدمت کے بجائے ان اعلیٰ اخلاق میں مزید ترقی کرنے کو اپنے پیش نظر رکھیں جو ایک حقیقی مسلمان کا طرۂ امتیاز ہے اور جس کو حاصل کرنے کے لیے آپ لوگ یہاں آئے ہیں اور اسی مقصد کے لیے آنا چاہیے۔ بے شک نظامِ جماعت کے تحت جیسا کہ مَیں نے کہا اس پاک اور بابرکت اور بامقصد سفر کرنے والے مسافروں اور مہمانوں کے لیے خدمت کا نظام موجود ہے اور ضروریات کے لیے جو ضروریات میسر ہو سکتی ہیں وہ مہیا کرنے کی کوشش انتظامیہ کرتی ہے۔ لیکن جو للّٰہی سفر اختیار کرنے والے ہوتے ہیں اُن کو اِن دنیاوی ضروریات اور آراموں کی طرف بہت کم توجہ ہوتی ہے اور یہی ان کا بنیادی مقصد ہوتا ہے کہ یہاں رہ کر زیادہ سے زیادہ روحانی مائدے سے فائدہ اٹھائیں۔

پس آپ اپنے آپ کو کبھی دنیاوی مسافروں اور مہمانوں کے زُمرے میں لانے کی کوشش نہ کریں۔ اگر اس بات کو آپ سمجھ جائیں گے تو میزبانوں کی کمزوریوں اور کمیوں سے بھی آپ صَرفِ نظر کرتے رہیں گے ورنہ بعض دفعہ دیکھنے میں آتا ہے کہ شکوہ پیدا ہو جاتا ہے کہ فلاں جگہ کے لوگوں کا بہتر انتظام تھا۔ فلاں لوگوں کو زیادہ سہولت میسر کی گئی تھی۔ فلاں کے ساتھ بہتر سلوک ہوا۔ فلاں کے ساتھ کم سلوک ہوا۔ تو اس طرح پھر اس قسم کے شکوے پیدا نہیں ہوں گے۔

بعض دفعہ اندازے کی غلطی سے بعض کمزوریاں رہ جاتی ہیں تو ان کو نظر انداز کرنا چاہیے۔ اگر ہر ایک کے دل میں یہ خیال ہو، ہر آنے والے احمدی مسلمان کے دل میں یہ خیال ہو کہ ہمارا مقصد صرف اور صرف روحانی مائدہ حاصل کرنا ہے نہ کہ کسی بھی قسم کی دنیاوی سہولتوں کو حاصل کرنا ہے تو پھر دونوں میزبان اور مہمان محبت اور پیار سے یہ دن گزاریں گے۔ بہر حال یہ بھی میں بتا دوں کہ انتظامیہ کی طرف سے پوری کوشش ہوتی ہے کہ سب مہمانوں کے ساتھ ایک طرح سے سلوک کیا جائے لیکن پھر بھی بعض دفعہ جیسا کہ میں نے کہا کمی بیشی ہو جاتی ہے اور اس سے پھر مہمانوں کو صَرفِ نظر کرنا چاہیے۔ یہی ہماری تعلیم ہے۔ جہاں ہمیں یہ حکم ہے کہ مہمان کی عزت کرو اور تکریم کرو اور خیال رکھو وہاں مہمانوں کو بھی یہی کہا گیا ہے کہ تم لوگ بھی میزبان کی سہولت کا خیال کرو۔ بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمانوں کی بہت عزت و تکریم فرماتے تھے اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اپنی ضروریات بے تکلفی سے بیان کر دیا کرو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 112 ایڈیشن 1984ء) لیکن یہ عام حالات کی بات ہے۔ جلسہ کے جو مہمان تھے ان کے لیے آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ ایک ہی انتظام ہو۔ ہر مہمان کی اسی طرح مہمان نوازی کی جائے جو ایک انتظام کے تحت ہے اور حتی الوسع ایک طرح کی ہو۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحبؓ حصہ سوم صفحہ 395-396)

جلسہ کے دنوں میں مہمان نوازی کا نظام عام حالات سے مختلف ہو جاتا ہے اور یہی کوشش ہوتی ہے کہ ہزاروں لوگ جو یہاں آئے ہوئے ہیں ان کو ایک ہی طرح سے جس حد تک ممکن ہو سہولتیں مہیا کرنے کی کوشش کی جائے سوائے جو غیر مہمان آتے ہیں یا غیر ملکی مہمان آتے ہیں ان کی بعض مجبوریوں کی وجہ سے مختلف انتظام بھی کرنا پڑتا ہے۔ بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس تکریم اور عزت کے باوجود جو آپؑ مہمانوں کی کرتے تھے عام حالات میں بھی مہمان کے دل میں یہ بات راسخ فرماتے تھے کہ تمہارے یہاں آنے کی اصل غرض دین سیکھنا ہے اور اپنے دل و دماغ کو پاک کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی منازل کو طے کرنا ہے۔ پس یہی غرض ہے جس کے حصول کے لیے ہر سال آپ لوگ یہاں مہمان بن کر آتے ہیں، جمع ہوتے ہیں اور اسی غرض کو حاصل کرنے کے لیے جلسہ پر آنے والے مہمانوں کو آنا چاہیے۔ ان دنوں میں جلسہ میں بیٹھ کر جلسہ گاہ میں ہونے والے پروگرام اور تقاریر کو غور سے سنیں اور ان سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔

مہمانوں کے لیے چند عمومی باتیں اَور بھی پیش کرتا ہوں۔ مومن کے لیے اپنے وقت کا صحیح استعمال انتہائی ضروری ہے۔ جب ایسے اجتماعی موقعوں پر سب جمع ہوتے ہیں تو دُور دُور سے آئے ہوئے عزیزوں اور واقف کاروں کی ایک دوسرے سے ملاقاتوں اور مل بیٹھنے کی خواہش بھی ہوتی ہے۔ اب جبکہ صرف ایک ملک کے رہنے والے واقف کار اور عزیز نہیں بلکہ دوسرے ملکوں کے رہنے والے واقف کاروں اور عزیزوں سے بھی ملاقات کے سامان اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے وہ جماعت عطا فرمائی ہے جس نے ملکوں اور قوموں کی سرحدوں کو اور فرقوں کو ختم کر دیا ہے اور ایک عظیم بھائی چارے کی بنیاد پڑ چکی ہے۔ آپؑ نے جلسہ میں شامل ہونے والوں کا ایک مقصد یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں۔ (ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394) ان میں مضبوطی پیدا ہوتی چلی جائے۔ ہم ایک قوم بن جائیں اور اس کے لیے ظاہر ہے مل بیٹھنے کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ آپس میں ایک دوسرے سے میل ملاقات بھی ہوتی ہے اور یہ ضروری چیز ہے۔ ایک دوسرے سے واقفیت بڑھانے اور تعلق بڑھانے کے لیے ضروری چیز ہے لیکن سارا دن جلسہ کا جو پروگرام ہو رہا ہوتا ہے اس کو بہر حال سننے میں وقت گزارنا چاہیے اور اس کے بعد ہی جو موقع میسر آئے اس میں پھر آپس میں مل بیٹھیں اور باتیں کریں اور تعلقات بڑھائیں۔

یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض دفعہ بعض پرانے واقف کاروں کا یہ مل بیٹھنا اتنا لمبا ہو جاتا ہے جو دیر بعد ملتے ہیں تو یہ اتنی لمبی ملاقاتیں ہو جاتی ہیں کہ خوش گپیوں میں ساری ساری رات ضائع ہو جاتی ہے اور پھر نماز فجر کے وقت تہجد تو خیر علیحدہ رہی فجر کے وقت بھی مشکل سے ان کی آنکھ کھلتی ہے۔

پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض دفعہ انتظامیہ کو بھی اس سے دقّت پیش آتی ہے کہ کھانے کی مارکی میں باتوں میں لگے اور کھانا کھاتے ہوئے لوگ لمبی باتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اتنا وقت گزارتے ہیں کہ کارکنوں کو پھر یاددہانی کروانی پڑتی ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے یا بہت زیادہ وقت ہو گیا ہے۔ بہر حال اسی طرح گھروں میں ٹھہرنے والوں کو بھی ہو سکتا ہے دقتیں پیش آتی ہوں تو اعتدال سے کام لینا چاہیے۔ مہمانوں کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ میزبانوں نے بھی اپنے کام سمیٹنے ہیں اور اگلے وقت کی تیاری کرنی ہوتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ہوئے مہمانوں کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ کا یہی حکم تھا کہ بیٹھ کے باتوں میں وقت ضائع نہ کیا کرو۔ جب کھانا پینا ہو جائے تو اٹھ کے چلے جایا کرو۔ (الاحزاب: 54) پس خاص طور پر کھانے کی مارکی میں جب زیادہ رَش ہو جائے تو بعض دفعہ کھانا شفٹوں میں کھلانا پڑتا ہے۔ اس لیے فوری طور پر کھانا کھا کے اٹھ جانا چاہیے تا کہ دوسرے لوگ بھی آسکیں اور آرام سے کھانا کھا سکیں۔ پس یہ باتیں اگر ہوں گی تو پھر کسی قسم کے شکوے بھی پیدا نہیں ہوں گے اور اس خوشگوار ماحول میں سب کام ہوتے رہیں گے۔

پھر اسی طرح جب بڑی تعداد میں لوگ جمع ہوں تو بعض دفعہ بدمزگیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ کبھی انتظامیہ سے شکوے کی وجہ سے مہمان نے کسی کارکن کو برا بھلا کہہ دیا، کارکن نے بھی آگے سے جواب دے دیا تو پھر بات مزید آگے بڑھتی چلی جاتی ہے اور اس طرح رنجشوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چاہے وہ اِکادُکا واقعات ہو رہے ہوں لیکن ماحول اس سے کشیدہ ہو جاتا ہے۔ دوسرے لوگ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اگر تو شکوے کرنے والے یا غلط بات کہنے والے یہاں کے رہنے والے ہیں یعنی یوکے میں رہنے والے ہیں تو پھر یہ سلسلہ اَور بھی لمبا ہو جاتا ہے اور پھر دوسرے موقعوں پر بھی اس کا اظہار ہو جاتا ہے اور صرف یہیں نہیں باقی ملکوں میں بھی یہی چیز سامنے دیکھنے میں آئی ہے۔

حقیقی مومن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ غصّہ کو دبانے والے ہوتے ہیں اور زیادتی کرنے والے یا جن پر زیادتی ہو رہی ہو دونوں کو میں یہ کہتا ہوں کہ جلسہ کے ماحول کے تقدّس کو سامنے رکھیں اور مہمان بھی صَرفِ نظر سے اور عفو سے اور درگزر سے کام لیں۔

اگر ان کے خیال میں زیادتی ہو بھی جائے تب بھی صبر اور حوصلے سے کام لیں۔ صبر اور حوصلہ دکھائیں اور کارکن بھی اپنے غصہ کو مہمان کی طرف سے زیادتی ہونے کے باوجود اگر وہ سمجھتے ہیں کہ زیادتی ہو رہی ہے پھر بھی دبا جائیں اور غصہ پی جائیں۔

اسی طرح کارڈز کی چیکنگ ہے اور سیکیورٹی ہے کیونکہ سیکیورٹی چیک بھی آج کل کے حالات میں بہت ضروری ہے، بڑی احتیاط کرنی پڑتی ہے۔ اس کے مختلف مرحلوں سے گزرنے کی وجہ سے بعض لوگوں کو تکلیف بھی ہو سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ دیر بھی لگ جائے اور خاص طور پر عورتوں میں یہ زیادہ مسئلہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ ان کے بچے بھی ہوتے ہیں اور ان کے سامان بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ عورتوں نے بعض دفعہ بے شمار بیگ اٹھائے ہوتے ہیں اور ہر بیگ کو چیک کرنے میں پھر وقت بھی لگ جاتا ہے۔ اس لیے ایک تو عورتوں کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ آج تو اگر کوئی زیادہ سامان لے آئی ہیں تو ٹھیک ہے لیکن باہر سے آنے والے لوگ جو جلسہ گاہ میں نہیں ٹھہرے ہوئے اکثر تو باہر سے ہی آ رہے ہوتے ہیں وہ آئندہ دو دنوں میں کم سے کم اپنا سامان لائیں تا کہ چیکنگ میں کم سے کم وقت خرچ ہو۔ جو بچے والیاں ہیں وہ بھی صرف بچوں کی ضرورت کی چیزیں لائیں۔ غیر ضروری چیزیں ساتھ نہ لائیں۔ اس سے بلاوجہ دیر ہوتی ہے۔ وقت ضائع ہوتا ہے۔ انتظامیہ کا بھی وقت ضائع ہوتا ہے اور لوگوں کا بھی وقت ضائع ہوتا ہے۔ لوگوں کو لائن میں کھڑے ہو کر انتظار کرنا پڑتا ہے پھر وہ انتظامیہ کو الزام دیتے ہیں حالانکہ قصور بعض دفعہ جلسہ میں شامل ہونے والوں کا ہوتا ہے کیونکہ لوگوں کی چیزیں اور سامان اتنا زیادہ ہوتا ہے جیسا کہ میں نے کہا کہ چیکنگ میں دیر لگ جاتی ہے۔

پھر ایک مومن کو ایک حکم اور ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے کہ تم لوگ قطع تعلق کرنے والے سے بھی تعلق قائم رکھو۔ جو تمہیں نہیں دیتا اسے بھی دو۔ یہ نہیں ہے کہ ضرورت کے وقت تمہارے کام نہیں آیا تو اس کو ضرورت پڑنے پر بدلہ لیتے ہوئے تم بھی اس کی مدد نہ کرو۔ فرمایا کہ جو تمہیں برا بھلا کہتا ہے اس سے بھی درگذر کرو۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 373 حدیث 15703 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

پس یہاں تو برا بھلا کہنے کا سوال نہیں ہے یہاں تو ایک فرض کی ادائیگی ہے جو کارکنان کے ذمہ لگائی گئی ہے۔ یہاں اگر انجانے میں کسی کارکن سے کوئی غلطی ہو جائے یا چیکنگ کے دوران دیر لگ جائے یا کسی کے کارڈ پر کوئی اعتراض پیدا ہو جائے تو برا منانے کی بجائے حوصلہ دکھانا چاہیے۔ یہ باتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں یہ وسعتِ حوصلہ کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔

اگر وسعتِ حوصلہ پیدا ہو جائے تو تمام بدمزگیاں اور جھگڑے ختم ہو جائیں۔ پس مہمانوں اور ڈیوٹی دینے والوں، دونوں کو کہتا ہوں کہ ان کا فرض ہے کہ وسعتِ حوصلہ دکھائیں۔ چیکنگ کرنے والوں کو بھی خیال رکھنا چاہیے کہ آنے والے مہمانوں کے لیے جس حد تک سہولت مہیا کر سکتے ہیں وہ مہیا کرنے کی کوشش کریں اور اس کے لیے اگر انتظامیہ کو زیادہ کارکن بھی لگانے پڑیں تو لگانے چاہئیں خاص طور پر رش کے وقتوں میں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق کوشش یہ کرنی چاہیے کہ باہم محبت و اخوت کی مثال بن جائیں۔ (ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394) اور یہی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے بارے میں فرمایا ہے۔ پس چھوٹی چھوٹی باتوں پر الجھنے کی بجائے کوشش یہ کریں کہ ہم نے اپنی زندگی کے مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ جو رکوع اور سجود اور عبادتوں سے حاصل ہوتا ہے اور ذکر الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ ہر مہمان جو یہاں آیا ہے اپنے سفر کو خالصۃً للہ بنانے کی کوشش کرے۔ کارکن بھی یاد رکھیں اور مہمان بھی یاد رکھیں کہ بعض غیر از جماعت بھی یہاں آئے ہوتے ہیں، غیر مسلم بھی یہاں آئے ہوتے ہیں۔ ہر شخص مہمان بھی اور میزبان بھی اگر اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کر رہے ہوں گے تو یہ خاموش تبلیغ کر رہے ہوں گے اور اس سے پھر غیروں پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے اور پھر ان کو اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور اسلامی تعلیم کی خوبیوں سے وہ متاثر ہوتے ہیں۔

پھر ایک ضروری چیز یہ ہے کہ یہاں آنے والے ایک دوسرے کو سلام کرنے کو بھی رواج دیں۔ اس طرف بھی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ بڑی برکت والی اور پاکیزہ دعا ہے جو ہمیں سکھائی گئی ہے۔ جب میزبان اور مہمان ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں تو جہاں وہ ہر ایک قسم کے خوف اور فکر سے آزاد ہوتے ہیں وہاں ایک ایسی دعا جو ایک دوسرے کو فیضیاب کرنے والی ہوتی ہے وہ دے رہے ہوتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو یہ پاکیزہ اور بابرکت دعا سکھائی ہے اس کی طرف ان دنوں میں بہت توجہ دیں تا کہ ہم ہر طرف سلامتی اور پیار اور محبت پھیلانے والے بن جائیں اور یہ ماحول خالصۃً للہ پیار اور محبت اور بھائی چارے کا ماحول بن جائے اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہر قسم کی نفسانی اغراض سے اپنے آپ کو پاک کریں اور ان دنوں میں ایک انقلاب اپنی زندگیوں میں پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہوں۔ ہمارے لیے ہر معاملے میں صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ہے۔ مہمانوں کے اعلیٰ اخلاق کا تو یہ حال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی کی وجہ سے یہ کوشش کرتے تھے کہ قرآن کریم کے ہر حکم پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور جیسا کہ قرآن کریم کا یہ حکم ہے کہ اگر کوئی مہمان کسی کے گھر میں جائے اور گھر والا کہے کہ واپس چلے جاؤ۔ اس وقت مَیں فارغ نہیں تو خوشی سے وہ واپس چلا جائے۔ وسعتِ حوصلہ دکھائے۔ ایک صحابی کہتے ہیں کہ میں کوشش کرتا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو بھی پورا کرنے والا بن جاؤں اور چاہتا تھا کہ کسی کے گھر جاؤں اور گھر والا مجھے کہے کہ واپس چلے جاؤ۔ ابھی وقت نہیں ہے میرے پاس اور میں خوشی سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے وہاں سے واپس آجاؤں اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والا بن جاؤں لیکن کہتے ہیں مجھے باوجود کوشش کے کبھی یہ موقع میسر نہیں آیا کہ کسی نے مجھے گھر سے لوٹایا ہو۔

(ماخوذ از تفسیر درمنثور جلد 5 (مترجم) صفحہ 116 مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور 2006ء)

پس یہ وہ اعلیٰ اخلاق تھے جو میزبانوں کے بھی تھے، جو گھر والوں کے بھی تھے اور جو کسی کے گھر جانے والے جو مہمان تھے ان کے بھی تھے۔ پس یہ وسعتِ حوصلہ ہونی چاہیے۔ انسان میں جب یہ وسعتِ حوصلہ ہو تو پھر چھوٹی چھوٹی باتیں جو ہیں ان کو انسان ویسے ہی نظر انداز کر دیتا ہے۔

میں نے ایک دوسرے کو سلام کرنے کے بارے میں بات کی۔ اس بارے میں ایک اَور بات یہ بھی یاد رکھیں کہ:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلام کو رواج دینے کے لیے تم چاہے کسی کو جانتے ہو یا نہیں جانتے اس کو سلام کرو۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب (افشاء) السلام من الاسلام حدیث 28)

سلام کو رواج دینے کے لیے اس حد تک جاؤ کہ چاہے تم کسی کو جانتے ہو یا نہیں جانتے تم اسے سلام کرو۔

پس جب یہ سلامتی کا رواج پیدا ہو گا تو مہمان جو غیر از جماعت ہیں اور جو نومبائعین ہیں ان کے دلوں پر ایک اچھا اثر قائم ہو گا اور اس پاک ماحول سے وہ زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے والے اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کی تعریف کرنے والے بن جائیں گے۔ اور جو نومبائعین اس پر عمل کرنے والے ہوں گے وہ زیادہ احسن رنگ میں نظام میں جذب ہونے والے بن جائیں گے۔ ان کو شکوہ ہوتا ہے کہ بعض جگہ ہمیں جذب نہیں کیا جاتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ جب جنگِ مقدس کی تقریب تھی جو کہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں مباحثہ ہوا تھا۔ اس دوران حضرت مسیح موعود علیہ السلام جہاں ٹھہرے ہوئے تھے وہاں ایک دفعہ آپؑ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا۔ کارکنان کہتے ہیں کہ ایک دن مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے منتظمین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے کھانا رکھنا بھول گئے یا پیش کرنا بھول گئے اور رات کا ایک حصہ گزر گیا آپؑ کو کھانا نہیں دیا گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑے انتظار کے بعد جب کھانے کے بارے میں پوچھا تو سب جو انتظام کرنے والے تھے وہ تو بڑے پریشان ہو گئے۔ سب کے ہاتھ پیر پھول گئے کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ کھانا رکھا ہوا نہیں ہے۔ بازار بھی اب بند ہو چکے ہیں۔ بہت دیر ہو گئی ہے وہاں سے لا نہیں سکتے۔ بہرحال جب یہ صورتحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم میں آئی، جب آپؑ کو پتہ لگا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس طرح گھبراہٹ اور تکلیف کی ضرورت کیا ہے۔ دسترخوان پہ دیکھو، جہاں کھانا کھایا ہوا ہے وہاں دیکھو! لوگوں کا کچھ بچا کھچا پڑا ہو گا وہی کافی ہے۔ جو پڑا ہے وہی لے آؤ۔ دسترخوان جب دیکھا گیا تو وہاں سوائے روٹیوں کے چند ٹکڑوں کے کچھ بھی نہیں تھا۔ سالن وغیرہ بھی نہیں تھا۔ آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے لیے یہی کافی ہے اور آپؑ نے وہی کھا لیا۔

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحبؓ حصہ سوم صفحہ 322)

تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور آپؐ کی سنت پر عمل کرنے والے تھے یہ ان کا نمونہ تھا۔ پس ہمیں بھی جو آپؑ کی جماعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں صبر اور حوصلہ اور شکرگزاری کے یہ جذبات ہر وقت دکھانے کی ضرورت ہے۔ اگر ان تین دنوں میں کسی کی مہمان نوازی میں کوئی کمی بھی رہ گئی ہو تو اس سے درگزر کریں اور انتظامیہ کو زیادہ موردالزام نہ ٹھہرائیں۔

کوشش تو انتظامیہ کی یہی ہوتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ بہتری پیدا کی جائے لیکن مہمانوں کی طرف سے بھی کسی قسم کی ناراضگی اور شکوہ نہیں ہونا چاہیے۔

اگر نیک نیت سے اصلاح کی خاطر توجہ دلانی چاہتے ہیں اور جو مشورے دینا چاہتے ہیں تو بعد میں وہ اپنے مشورے بھیج سکتے ہیں تا کہ آئندہ سالوں میں بہتری پیدا ہو اور نئے آنے والوں کے لیے بھی زیادہ سہولتوں کا انتظام ہو۔

اس کے علاوہ میں اس بات کی طرف بھی توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ ان دنوں میں مختلف قسم کی نمائشیں لگی ہوئی ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یورپ اور یوکے کے دورے پر اس سال سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ اس کے لیے یوکے کی جماعت نے مرکزی آرکائیوز کے ساتھ مل کر ایک نمائش لگائی ہے۔ مختلف تصاویر کی نمائش ہے۔ اس کو ضرور دیکھیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یوکے کی سو سال کی تاریخ ہے۔ اسی طرح ریویو آف ریلیجنز کی نمائش ہے۔ آرکائیوز اور تبلیغ کے شعبہ کی نمائش ہے۔ مخزنِ تصاویر کی نمائش ہے۔ یہ ساری نمائشیں دیکھنے والی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اچھی طرح انہوں نے سیٹ کی ہوں گی۔ جو فارغ اوقات ہیں ان میں اِدھر اُدھر وقت ضائع کرنے کی بجائے ان نمائشوں کو دیکھنے کی کوشش کریں۔

اسی طرح انتظامیہ کو یہ بھی ہدایت دی گئی ہے کہ دنیا میں اب بعض جگہوں پر کووِڈ کے مریض زیادہ نظر آنے لگ گئے ہیں یہاں بھی بعض جگہوں پہ مریضوں میں اضافہ ہوا ہے تو یہاں مختلف جگہوں سے لوگ آئے ہوئے ہیں اور ہو سکتا ہے کوئی کووِڈ کے جراثیم بھی لے کر آیا ہو۔ اس لیے گیٹس پر، داخلی رستوں پہ ہومیو پیتھک دوائی جو حفظ ماتقدّم کے لیے ہے، preventive ہے اس کو دینے کا انتظام کیا گیا ہے۔ کوشش کریں کہ ہر شخص جو گیٹ سے اندر داخل ہو اگر انتظامیہ ان کو وہ دوائی دے تو وہ آرام سے لے لیں بلکہ خود مانگ کے لیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہر قسم کی بیماری سے محفوظ رکھے۔ ہر شر سے بھی محفوظ رکھے۔

اسی طرح سیکیورٹی کا انتظام ہے پہلے بھی میں نے کہا۔ سیکیورٹی کے انتظام میں ہر سال میں کہتا رہتا ہوں کہ سب سے بڑھ کر سیکیورٹی ہماری یہی ہے کہ اپنے دائیں بائیں نظر رکھیں اور کوشش کریں کہ ہر ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہے۔ یہ سب سے بڑی سیکیورٹی ہوتی ہے۔ اگر یہ ہو جائے تو پھر کسی مخالف کو، دشمن کو کسی بھی قسم کا شر پھیلانے کا موقع نہیں ملتا۔

اسی طرح غیر ضروری سامان بیگ وغیرہ کہیں پڑا ہوا دیکھیں تو انتظامیہ کو اطلاع دے دیں اور اگر کسی شخص کی کوئی مشکوک حرکات دیکھیں تب بھی انتظامیہ کو بتا دیں۔ بہرحال ان دنوں میں سیکیورٹی کی طرف خاص توجہ دیں لیکن سب سے بڑا ہتھیار ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی پناہ ہے اور اس پناہ کو حاصل کرنے کے لیے دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کی طرف ہمیں زور دینا چاہیے۔ اس طرف خاص طور پر ان تین دنوں میں زور دیں۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق عطا فرمائے کہ اس پر عمل کرنے والے ہوں اور یہ جلسہ ہر لحاظ سے ہر ایک کے لیے بابرکت ہو۔ (الفضل انٹرنیشنل ۱۶/اگست ۲۰۲۴ صفحہ ۲ تا ۵)

☆......☆......☆

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

بقیہ بنو قریظہ کا واقعہ اور غیر مسلم مؤرخین

ایسے خطرناک وقت میں جس کا ایک مختصر خاکہ اوپر گزر چکا ہے۔ یہود کے تیسرے قبیلہ بنو قریظہ نے کیا کیا؟ اور یہ قبیلہ وہ تھا۔ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غزوہ بنو نضیر کے موقع پر ان کی غداری کو معاف کر کے خاص احسان کیا تھا۔ اور پھر دوسرا احسان ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ تھا کہ باوجود اس کے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجرت سے قبل بنو نضیر سے مرتبہ اور حقوق میں ادنیٰ سمجھے جاتے تھے یعنی اگر بنو نضیر کا کوئی آدمی بنو قریظہ کے ہاتھ سے قتل ہو جاتا تھا تو قاتل کو قصاص میں قتل کیا جاتا تھا، لیکن اگر بنو قریظہ کا کوئی آدمی بنو نضیر کے ہاتھ سے قتل ہو جاتا تھا تو محض دیت کی ادائیگی کافی سمجھی جاتی تھی، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنو قریظہ کو دوسرے شہریوں کے ساتھ برابری کے حقوق عطا کئے۔ مگر باوجود ان عظیم الشان احسانوں کے بنو قریظہ نے پھر بھی غدّاری کی اور غدّاری بھی ایسے نازک وقت میں کی جس سے زیادہ نازک وقت مسلمانوں پر کبھی نہیں آیا۔ بنو قینقاع کی مثال ان کے سامنے تھی انہوں نے اس سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ بنو نضیر کا واقعہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہوا تھا انہوں نے اس سے سبق حاصل نہیں کیا اور کیا تو کیا کیا؟ یہ کیا کہ اپنے معاہدہ کو بالائے طاق رکھ کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احسانات کو فراموش کر کے عین اس وقت جبکہ تین ہزار مسلمان نہایت بے سروسامانی اور بے بسی کی حالت میں کفار کے دس پندرہ ہزار جرار اور خونخوار لشکر سے گھرے ہوئے بیٹھے تھے اور اپنی بیچارگی کو دیکھ کر ان کے کلیجے منہ کو آرہے تھے اور موت انہیں اپنے سامنے دکھائی دیتی تھی، وہ اپنے قلعوں میں سے نکلے اور مسلمان مستورات اور بچوں پر عقب سے حملہ آور ہو گئے اور مسلمانوں کے اتحاد سے منحرف ہو کر اس خونی اتحاد کی شمولیت اختیار کی جس کا اصل الاصول اسلام اور بانیٔ اسلام کو نیست و نابود کرنا تھا، ہاں اس بانیٔ اسلام کو جس کا مدینہ میں آنے کے بعد پہلا کام یہ تھا کہ اس نے ان یہود کو اپنا دوست اور معاہد بنایا اور یہود کا پہلا کام یہ تھا کہ انہوں نے اسے اپنا دوست اور معاہد مان کر اسے اپنی جمہوریت کا صدر تسلیم کیا۔ اندریں حالات بنو قریظہ کا یہ فعل صرف ایک بدعہدی اور غداری ہی نہیں تھا بلکہ ایک خطرناک بغاوت کا بھی رنگ رکھتا تھا اور بغاوت بھی ایسی کہ اگر ان کی تدبیر کامیاب ہو جاتی تو مسلمانوں کی جانوں اور ان کی عزت و آبرو اور ان کے دین و مذہب کا یقیناً خاتمہ تھا۔ پس بنو قریظہ کسی ایک جرم کے مرتکب نہیں ہوئے بلکہ وہ بے وفائی اور احسان فراموشی کے مرتکب ہوئے۔ بدعہدی اور غداری کے مرتکب ہوئے۔ بغاوت اور اقدام قتل کے مرتکب ہوئے اور ان جرموں کا ارتکاب انہوں نے ایسے حالات میں کیا جو ایک جرم کو بھیانک سے بھیانک صورت دے سکتے ہیں اور دنیا کی کوئی غیر متعصب عدالت ان کے مقدمہ میں موجبات رعایت کا عنصر نہیں پاسکتی۔

ایسے حالات میں ان کی سزا سوائے اس کے کیا ہو سکتی تھی جو دی گئی۔ ظاہر ہے کہ امکانی طور پر صرف تین سزائیں ہی دی جاسکتی تھیں۔ اوّل مدینہ میں ہی قید یا نظر بندی۔ دوسرے جلاوطنی جیسا کہ بنو قینقاع اور بنو نضیر کے معاملہ میں ہوا۔ تیسرے جنگجو آدمیوں کا قتل اور باقیوں کی قید یا نظر بندی۔ اب انصاف کے ساتھ غور کرو کہ اس زمانہ کے حالات کے ماتحت مسلمانوں کے لئے کون سا طریق کھلا تھا۔ ایک دشمن قوم کا اپنے شہر میں قید رکھنا اس زمانہ کے لحاظ سے بالکل بیرون از سوال تھا کیونکہ اوّل تو قید کے ساتھ ہی قیدیوں کی رہائش اور خوراک کی ذمہ داری مسلمانوں پر عائد ہوتی تھی جس کے برداشت کرنے کی ان میں ہرگز طاقت نہیں تھی۔ دوسرے اس زمانہ میں کوئی جیل خانے وغیرہ بھی نہیں ہوتے تھے اور قیدیوں کے متعلق یہی دستور تھا کہ وہ فاتح قوم کے آدمیوں میں تقسیم کر دیئے جاتے تھے جہاں وہ عملاً بالکل آزاد رہتے تھے۔ ایسے حالات میں ایک پرلے درجہ کے معاند اور سازشی گروہ کا مدینہ میں رہنا اپنے اندر نہایت خطرناک احتمالات رکھتا تھا اور اگر بنو قریظہ پر یہ فیصلہ جاری کیا جاتا تو یقیناً اس کے معنے یہ ہوتے کہ فتنہ انگیزی اور مفسدہ پردازی اور شرارت اور خفیہ ساز باز کے لئے تو ان کو وہی آزادی حاصل رہتی جو پہلے تھی البتہ ان کے اخراجات کی ذمہ داری مسلمانوں پر آجاتی۔ یعنی پہلے اگر وہ اپنا کھاتے تھے اور مسلمانوں کا گلا کاٹتے تھے تو آئندہ وہ کھاتے بھی مسلمانوں کا (جن کے پاس اس وقت اپنے کھانے کے لئے بھی نہیں تھا) اور گلا بھی مسلمانوں کا کاٹتے اور مسلمانوں کے گھروں میں اور ان کے ساتھ مخلوط ہو کر رہنے سہنے کی وجہ سے جو دوسرے خطرات ہو سکتے تھے وہ مزید برآں تھے۔ اندریں حالات مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی عقلمند شخص یہ رائے رکھ سکتا ہے کہ بنو قریظہ کو یہ سزا دی جاسکتی تھی۔

اب رہی دوسری سزا یعنی جلاوطنی۔ سو یہ سزا بے شک اس زمانہ کے لحاظ سے دشمن کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے ایک عمدہ طریق سمجھی جاتی تھی مگر بنو نضیر کی جلاوطنی کا تجربہ بتاتا تھا کہ کم از کم جہاں تک یہود کا تعلق تھا یہ طریق کسی صورت میں پہلے طریق سے کم خطرناک نہیں تھا۔ یعنی یہود کو مدینہ سے باہر نکل جانے کی اجازت دے دینا سوائے اس کے کوئی معنی نہیں رکھتا تھا کہ نہ صرف یہ کہ عملی اور جنگجو معاندینِ اسلام کی تعداد میں اضافہ ہو جاوے بلکہ دشمنان اسلام کی صف میں ایسے لوگ جاملیں جو اپنی خطرناک اشتعال انگیزی اور معاندانہ پراپیگنڈا اور خفیہ اور سازشی کارروائیوں کی وجہ سے ہر مخالف اسلام تحریک کے لیڈر بننے کے لئے بے چین تھے۔ تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ یہود کے سارے قبائل میں سے بنو قریظہ اپنی عداوت میں بڑھے ہوئے تھے۔ پس یقیناً بنو قریظہ کی جلاوطنی اس سے بہت زیادہ خطرات کا موجب ہو سکتی تھی جو بنو نضیر نے غزوہ احزاب کو برپا کر کے مسلمانوں کے لئے پیدا کئے اور اگر مسلمان ایسا کرتے تو اس زمانہ کے حالات کے ماتحت ان کا یہ فعل ہرگز خودکشی سے کم نہ ہوتا۔ مگر کیا دنیا کے پردے پر کوئی ایسی قوم ہے جو دشمن کو زندہ رکھنے کے لئے آپ خودکشی پر آمادہ ہو سکتی ہے؟ اگر نہیں تو یقیناً مسلمان بھی اس وجہ سے زیر الزام نہیں سمجھے جاسکتے کہ انہوں نے بنو قریظہ کو زندہ رکھنے کے لئے خودکشی کیوں نہیں کی۔

پس یہ ہر دو سزائیں ناممکن تھیں اور ان میں سے کسی کو اختیار کرنا اپنے آپ کو یقینی تباہی میں ڈالنا تھا اور ان دو سزاؤں کو چھوڑ کر صرف وہی رستہ کھلا تھا جو اختیار کیا گیا۔ بے شک اپنی ذات میں سعدؓ کا فیصلہ ایک سخت فیصلہ تھا اور فطرت انسانی بظاہر اس سے ایک صدمہ محسوس کرتی ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا اس کے بغیر کوئی اور راستہ کھلا تھا جسے اختیار کیا جاتا۔ جب ایک سرجن اپنے کسی بیمار کا جس کے لئے وہ اس قسم کا آپریشن ضروری خیال کرے ہاتھ کاٹ دیتا ہے یا ٹانگ جدا کر دیتا ہے یا کسی اور عضو کو جسم سے علیحدہ کر دینے پر مجبور ہو جاتا ہے تو ہر شریف انسان کے دل کو صدمہ پہنچتا ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا یعنی اگر حالات کی مجبوری اسے ضروری نہ قرار دیتی تو اچھا تھا مگر حالات کی مجبوری کے سامنے جھکنا پڑتا ہے بلکہ ایسے حالات میں سرجن کا یہ فعل قابل تعریف سمجھا جاتا ہے کہ اس نے تھوڑے یا کم قیمتی حصہ کی قربانی سے زیادہ قیمتی چیز کو بچا لیا۔ اسی طرح بنو قریظہ کے متعلق سعدؓ کا فیصلہ گو اپنی ذات میں سخت تھا مگر وہ حالات کی مجبوری کا ایک لازمی نتیجہ تھا جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مارگولیس جیسا مؤرخ بھی جو ہرگز اسلام کے دوستوں میں سے نہیں ہے اس موقع پر اس اعتراف پر مجبور ہوا ہے کہ سعدؓ کا فیصلہ حالات کی مجبوری پر مبنی تھا جس کے بغیر چارہ نہیں تھا۔ چنانچہ مسٹر مارگولیس صاحب لکھتے ہیں کہ:

”غزوہ احزاب کا حملہ جس کے متعلق محمد صاحب کا یہ دعویٰ تھا کہ وہ محض خدائی تصرفات کے ماتحت پسپا ہوا وہ بنو نضیر ہی کی اشتعال انگیز کوششوں کا نتیجہ تھا یا کم از کم یہ سمجھا جاتا تھا کہ وہ ان کی کوششوں کا نتیجہ ہے اور بنو نضیر وہ تھے جنہیں محمد صاحب نے صرف جلاوطن کر دینے پر اکتفا کی تھی۔ اب سوال یہ تھا کہ کیا محمد صاحب بنو قریظہ کو بھی جلاوطن کر کے اپنے خلاف اشتعال انگیز کوششیں کرنے والوں کی تعداد اور طاقت میں اضافہ کر دیں؟ دوسری طرف وہ قوم مدینہ میں بھی نہیں رہنے دی جاسکتی تھی جس نے اس طرح برملا طور پر حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا۔ ان کا جلاوطن کرنا غیر محفوظ تھا مگر ان کا مدینہ میں رہنا بھی کم خطرناک نہ تھا۔ پس اس فیصلہ کے بغیر چارہ نہ تھا کہ ان کے قتل کا حکم دیا جاتا۔“

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 608 تا 610، مطبوعہ قادیان 2006)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اس سلسلہ کے قیام کی اصل غرض یہی ہے کہ لوگ دنیا کے گند سے نکلیں

اور اصل طہارت حاصل کریں اور فرشتوں کی سی زندگی بسر کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ 31/جولائی 2020ء)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دار الرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جو لوگ معاصی میں ڈوب کر دعا کی قبولیت سے مایوس رہتے ہیں اور توبہ کی طرف

رجوع نہیں کرتے آخر وہ انبیاء اور ان کی تاثیرات کے منکر ہو جاتے ہیں

(ملفوظات، جلد اول صفحہ 4، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالبِ دُعا : صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

مخالفین کے ساتھ دشمنی سے پیش نہیں آنا چاہیے،

بلکہ زیادہ تر دعا سے کام لینا چاہیے اور دیگر وسائل سے کوشش کرنی چاہیے

(ملفوظات، جلد اول صفحہ 7، مطبوعہ 2018 قادیان)

طالبِ دُعا : جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

{1544} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی ارجمند خان صاحب بنت حکیم محمد زمان صاحب مرحوم نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میں نے حضرت ام المؤمنین صاحبہ سے سنا ہے کہ جبکہ ابھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ چھوٹے بچے تھے تو باہر سے کسی سے یہ گالی سن آئے تھے کہ ”سؤر کا بچہ گو کھانا۔“ جب آپ نے گھر میں اس کو ایک دو مرتبہ بولا تو حضور مسیح موعود علیہ السلام نے سن کر فرمایا کہ ”محمود! محمود! ادھر آؤ۔ میں تمہیں بتاؤں۔ اس طرح کہا کرو کہ ”باپ کا بچہ گڑ کھانا۔“ پھر میاں صاحب اسی طرح کہتے تھے۔

{1545} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محترمہ اہلیہ صاحبہ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ”ایک دفعہ جب میرا بڑا لڑکا عبد الرحمن دو ماہ کا تھا۔ میں اس کو اٹھا کر حضورؑ کے پاس لے گئی۔ آپ اس وقت اس صحن میں جو اب اُم طاہر صاحبہ کا ہے، ٹہل رہے تھے۔ میں نے سلام کیا اور لڑکے کے واسطے دعا کے لئے عرض کیا اور بتایا کہ ”یہ جو دودھ پیتا ہے اس کو پھر منہ سے باہر نکال دیتا ہے۔“ حضورؑ نے بچہ کے منہ پر اور جسم پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور فرمایا کہ ”اس کو ریوند خطائی، بڑی ہرڑ اور سہاگہ تینوں کو لے لو۔ سہاگہ کو پھُل کرو اور جس وقت بچہ کو دودھ پلاؤ تو پھُل کیا ہوا سہاگہ تھوڑا سا منہ میں ڈال دیا کرو اور ریوند خطائی و ہرڑ کو خالص شہد میں ملا کر کھلایا کرو۔“

{1546} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محترمہ حسّو صاحبہ اہلیہ فجا صاحب معمار خادم قدیمی نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ”جب گورداسپور میں کرم دین کا مقدمہ تھا تو حضور علیہ السلام کو وہاں تقریباً سات ماہ رہنا پڑا تھا۔ بہت سے لوگ جماعت کے ساتھ ہوتے تھے۔ وہاں گائے کا گوشت دیگوں میں پکا کرتا تھا۔ میں یہ گوشت نہیں کھایا کرتی تھی بلکہ روکھی روٹی کھا لیتی تھی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ”یہ روکھی روٹی کھانے سے کہیں بیمار نہ ہو جائے۔ صفیہ کی اماں سے کہدو کہ ایک چھوٹی پتیلی میں چند بوٹیاں اچھی طرح سے پکا کر اس کو کھلایا کرو تا کہ اس کو گائے کا گوشت کھانے کی عادت ہو جائے۔“ چنانچہ ایک دن حضرت ام المومنین صاحبہ بڑا عمدہ بھنا ہوا گوشت اور دو روٹیاں لے کر آئیں اور ایک روٹی اور کچھ سالن اس میں سے آپ نے کھایا اور دوسری روٹی اور چند بوٹیاں مجھے دے کے کہا کہ ”کھاؤ“ میں نے کھانا شروع کیا تو کھاتی گئی، مزیدار تھا۔ اس دن سے مجھے گائے کے گوشت سے جو نفرت تھی وہ جاتی رہی۔ اب کھاتی رہتی ہوں۔“

{1547} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔محترمہ رسول بی بی صاحبہ اہلیہ حافظ حامد علی صاحبؓ وخوشدامن مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل جٹ نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ”میرا خاوند میرے ساتھ سختی سے پیش آتا اور خرچ دینے میں تنگی کرتا۔ اس پر میں نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں ان کی شکایت کی تو حضورؑ نے فرمایا کہ ”جو عورت اپنی زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کرتی ہے وہ سیدھی جنت میں جائے گی اور جو خاوند کی سختیوں کو صبر سے برداشت کرتی ہے وہ ایک ہزار سال پہلے جنت میں جائے گی۔“

{1548} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں فضل محمد صاحب دکاندار محلہ دار الفضل نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام اپنی عادت کے مطابق گھر سے سیر کے واسطے باہر تشریف لائے اور اس روز باغ کی طرف تشریف لے گئے جب باغ میں پہنچے تو وہاں شہتوت کے درختوں کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔ تب اس وقت مالی باغبان نے ایک بہت بڑا کپڑا زمین پر بچھا دیا اور حضور بھی بمعہ خدام سب اس کپڑے پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد مالی تین چار ٹوکریوں میں شہتوت بیدانہ ڈال کر لایا۔ ان میں سے ایک حضور کے آگے رکھ دی اور دوسرے دوستوں کے آگے تین ٹوکریاں رکھ دیں۔ چنانچہ وہ شہتوت بیدانہ سب دوست کھانے لگ گئے۔ جو ٹوکری حضور کے آگے رکھی تھی اس پر میں اور ایک دو دوست اور بھی تھے میں بالکل حضور کے قریب دائیں جانب بیٹھا تھا اور کچھ حجاب کے باعث خاموش بیٹھا رہا اور اس میں سے نہ کھاتا تھا۔ حضور علیہ السلام نے مجھے دیکھا کہ کھاتا نہیں تو حضور مجھے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ میاں فضل محمد تم کھاتے کیوں نہیں۔ تو اس وقت مجھے اور کوئی بات نہ سوجھی جلدی سے منہ سے نکل گیا کہ حضور یہ گرم ہیں۔ میرے موافق نہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ نہیں میاں یہ گرم نہیں ہیں۔ یہ تو قبض کشا ہیں۔ جب میں نے دیکھا کہ حضور میرے ساتھ بات چیت کرنے میں مشغول ہیں تو میں نے موقعہ دیکھ کر عرض کیا کہ حضور میرے کھبے پٹ پر یعنی ران پر بہت مدت سے ایک گلٹی ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ کسی وقت کچھ تکلیف نہ دے۔ اس وقت حضور کی زبان مبارک سے نکلا کہ ”تکلیف نہیں دیتی آرام ہو جاوے گا“ اور اس وقت ایک دوائی کا نام بھی لیا جو مجھے بھول گئی ہے۔ فرمایا لگا دیویں آرام ہو جاوے گا اس کے بعد کچھ دنوں کے بعد اس گلٹی پر درد شروع ہو گئی۔ مجھے خیال آیا کہ حضور علیہ السلام نے جو دوائی فرمائی تھی وہ تو مجھے بھول گئی اور میں حیران تھا کہ اب کیا کروں۔ اتنے میں دو تین روز کے بعد وہ گلٹی پھٹ گئی اور وہ اندر سے باہر جا پڑی اور دو تین روز تک وہ زخم بالکل صاف ہو گیا“۔

{1549} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں فضل محمد صاحب دکاندار محلہ دار الفضل نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ کچھ لوگ سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں۔ تو میں نے ان سے پوچھا یہ کیسے پودے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا یہ طاعون کے پودے ہیں۔ تو پھر میں نے پوچھا کہ کب؟ تو انہوں نے بتایا کہ جاڑے کے موسم میں۔ تب حضور نے تمام جماعت کو بلا کر ایک بڑھ کے نیچے جس جگہ قادیان کی مشرق کی جانب اب نئی آبادی ہوئی ہے جو بڑھ اب تک کھڑا ہے جمع کیا اور فرمایا کہ میں نے یہ دیکھا ہے۔ اب دنیا میں طاعون کا عذاب آنے والا ہے۔ بہت بہت توبہ کرو، صدقہ کرو اور اپنی اصلاح کرو ہر طرح نصیحت فرمائی اور بہت ڈرایا اور بہت دیر تک نصیحت فرماتے رہے۔ چنانچہ اس کے کچھ عرصہ کے بعد طاعون شروع ہوئی۔

{1550} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں فضل محمد صاحب دکاندار محلہ دار الفضل نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ مقدمہ تھا اور اس کی ایک پیشی کے لئے موضع دھاریوال میں جانا پڑا۔ گرمی کا موسم تھا اور رمضان کا مہینہ تھا۔ بہت دوست اردگرد سے موضع دھاریوال میں گئے اور بہتوں نے روزے رکھے ہوئے تھے۔ وہاں ایک مشہور سردارنی نے جو موضع کھنڈے میں مشہور سرداروں میں سے ہے حضور کی خدمت اقدس میں دعوت کا پیغام بھیجا۔ حضور نے دعوت منظور فرمائی۔ سردارنی نے میٹھے چاول وغیرہ کی دعوت دی۔ بعض دوستوں نے حضور سے روزہ کے متعلق عرض کی۔ فرمایا سفر میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ چنانچہ اس وقت سب دوستوں نے روزے چھوڑ دئے اور جب حضور دھاریوال کے پل پر تشریف لے گئے تو بہت لوگوں نے جو حضور کی زیارت کے لئے اردگرد سے آئے ہوئے تھے زیارت کی درخواست کی اس وقت حضور ایک پُلی پر کھڑے ہو گئے اور سب لوگوں نے حضور کی زیارت کی“۔

{1551} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔میاں فضل محمد صاحب دکاندار محلہ دار الفضل نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بھائی خیر الدین موضع سیکھواں نے اور میں نے مل کر ارادہ کیا کہ قادیان شریف میں دکان کھولیں۔ چنانچہ اس کے متعلق یہ صلاح ہوئی کہ پہلے حضور سے صلاح لے لی جاوے۔ چنانچہ جب حضور علیہ السلام نماز سے فارغ ہو کر گھر تشریف لے چلے تو ہم نے عرض کی کہ حضور ہم نے ایک عرض کرنی ہے اور وہ عرض یہ ہے کہ ہم دونوں نے ارادہ کیا ہے کہ قادیان میں دونوں مل کر دکان کھولیں۔ حضور علیہ السلام وہاں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ پہلے استخارہ کرو۔ تو میں نے عرض کی کہ حضور استخارہ تو ایک ہفتہ تک کرنا پڑے گا۔

تب حضور نے فرمایا کہ استخارہ دعا ہی ہوتی ہے۔ ہر نماز میں دعا کرو ایک دن میں بھی استخارہ ہو سکتا ہے۔ اس وقت حضرت مولوی نور الدین صاحب بھی گھر تشریف لے جا رہے تھے۔ حضور نے مولوی نور الدین صاحب کو بھی بلا لیا۔ اور فرمایا کہ مولوی صاحب یہ دونوں مل کر قادیان میں دکان کرنا چاہتے ہیں۔ بھائی خیر الدین صاحب فرماتے ہیں کہ حضور نے اس وقت یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر دکان میں گھاٹا پڑے تو چھوڑ دیں۔ اس کے بعد ہمارا خیال دکان کرنے کا بالکل نہ رہا۔ اور اپنے اپنے گاؤں کو چلے گئے۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ پنجم، مطبوعہ قادیان 2008)

✿✿✿✿

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہی ہے جس میں تقویٰ ہے،
جو اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں رکھتا ہے،
جو دوسروں کے حقوق ادا کرتا ہے،
جو جھوٹی اناؤں اور تکبر سے پاک ہے۔

طالب دعا: بی. ایس. عبد الرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

آزمائش کے لیے کوئی نہ آیا ہر چند ✿ ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے
یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں ✿ وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیساتھ خدام الاحمدیہ Victoria، آسٹریلیا کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اگرچہ دنیا میں مختلف قبائل اور قومیں ہیں لیکن ان سب کی تعلیم و تربیت ان کے انبیاء نے کی ہر مذہب کی اصل اور بنیادی تعلیم یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ یعنی اپنے حقیقی خالق کے آگے جھکیں نیز اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں اور ایک دوسرے کی عزت و تکریم کریں

اگر کوئی ایسی روایت ہو جو اسلامی تعلیمات سے متصادم ہو تو آپ کو اس سے رکنا ہوگا شادی بیاہ کے موقع پر مختلف قبائل کے مختلف رسم و رواج ہیں، آپ انہیں ادا کر سکتے ہیں اگر وہ اسلامی تعلیمات سے متصادم نہ ہوں اگر وہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرنے والی نہ ہوں، چنانچہ جب بھی آپ کوئی عمل کر رہے ہوں اللہ تعالیٰ کا تقدس ہمیشہ قائم رہنا چاہئے یہ بنیادی امر ہے

اس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ آپ احمدی کیوں ہیں، آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم احمدی یہ یقین رکھتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آخری زمانے میں ایک مجدد، اسلام کی حقیقی تعلیم کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے آئے گا

جب آپ کے دوست اور طلباء دیکھیں گے کہ آپ میں ایک نمایاں تبدیلی آئی ہے اور آپ دوسرے مسلمانوں سے مختلف ہیں اور آپ پنجوقتہ نماز ادا کرتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کا مطلب سمجھتے ہیں، آپ اچھے اخلاق کے مالک ہیں اور آپ کسی برائی میں ملوث نہیں ہیں تب وہ جان جائیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہم سے مختلف ہیں اور تب وہ آپ کی بات سننے کی کوشش کریں گے، اگر وہ مسلمان ہیں تو آپ انہیں بتا سکتے ہیں کہ یہ تبدیلی آپ کے اندر صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی وجہ سے آئی ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رشتہ کرتے ہوئے جو تم لوگ دنیا کو دیکھتے ہو، خوبصورتی کو دیکھتے ہو، دولت کو دیکھتے ہو تم دین کو دیکھو، اگر لڑکے میں دین ہوگا تو وہ دیندار لڑکی کو تلاش کریگا، اگر لڑکی دیندار ہوگی تو وہ دیندار لڑکے کو تلاش کریگی، اگر یہ ماحول پیدا ہو جائے تو پھر ہی صحیح اسلامی معاشرہ قائم ہو سکتا ہے

جماعت احمدیہ کی کوئی تعلیم ایسی نہیں جو قرآن کے خلاف ہو یا قرآن سے زائد ہو، جو بھی ہم کہتے ہیں وہ وہی کہتے ہیں جو قرآن کریم میں لکھا ہوا ہے

امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 12/جون 2022ء کو خدام الاحمدیہ صوبہ Victoria، آسٹریلیا سے آن لائن ملاقات فرمائی۔

حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ خدام الاحمدیہ نے Bunjil Place Conference Centre میلبورن، آسٹریلیا سے آن لائن شرکت کی۔

اس ملاقات کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد خدام کو حضور انور سے سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

ایک نومبائع خادم نے عرض کیا کہ کئی نومبائع ایسے ہیں جو مختلف ثقافتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان ثقافتوں کا وجود ہزاروں سالوں سے ہے۔ اسی طرح میں سموان ثقافت سے تعلق رکھتا ہوں۔ ہمیں اپنے آباء و اجداد کی روایات، طور طریقے اور تہواروں کے متعلق کیا رائے رکھنی چاہیے؟ کیا ہمیں اپنے ماضی اور پچھلی تاریخ کا اعتراف کر کے اسے ماننا چاہیے یا کیا ہمیں اپنے سے پہلوں کی طرزِ زندگی سے دوری اختیار کرنی چاہیے؟

حضور انور نے اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ دیکھیں ہم بنیادی طور پر یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم اور ملک میں انبیاء بھیجے اور سب ایک ہی تعلیم لے کر آئے یعنی یہ کہ بنی نوع انسان اپنے خالق کے آگے جھکیں اور اس کے حقوق ادا کریں۔ ان انبیاء نے ہمیں اچھے اخلاق بھی سکھائے۔ یہ بات ہر مذہب میں مشترک طور پر پائی جاتی ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اہل کتاب کو فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو انہیں کہہ دے کہ ان باتوں کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہیں، اور ان باتوں میں جو سب سے اہم بات ہے وہ واحد اور قادر مطلق خدا کی عبادت کرنا ہے۔ تو ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اگرچہ دنیا میں مختلف قبائل اور قومیں ہیں لیکن ان سب کی تعلیم و تربیت ان کے انبیاء نے کی۔ ہر مذہب کی اصل اور بنیادی تعلیم یہی تھی کہ وہ اپنے لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیں اور انہیں اللہ کا پیغام پہنچائیں جو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ یعنی اپنے حقیقی خالق کے آگے جھکیں نیز اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں اور ایک دوسرے کی عزت و تکریم کریں۔ یہ باتیں مشترک ہیں۔ پھر اس کے علاوہ بعض مخصوص روایات ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ تمام سابقہ انبیاء کی اچھی باتیں اس میں جمع کر دی گئی ہیں۔ تو قرآن کریم میں نئی تعلیمات کے علاوہ پرانی تعلیمات بھی موجود ہیں جو سابقہ انبیاء لائے اور جو انہوں نے مختلف قوموں کو سکھائیں۔ اب آپ کا سوال یہ ہے کہ کیا ہم اپنی روایات کی پیروی کریں؟ ایک بنیادی اصول آپ ضرور یاد رکھیں کہ کوئی بھی روایت جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور غیر مطلق ہونے کا انکار کرے اسے لازماً چھوڑ دیا جائے۔ اس کے علاوہ کچھ کلچر کی روایات ہوتی ہیں جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ آپ کو روزانہ پنجوقتہ نمازوں کی ادائیگی سے نہیں روکتیں، نماز سے نہیں روکتیں، روزہ رکھنے سے، قرآن کریم پڑھنے سے عمدہ اخلاق دکھانے سے نہیں روکتیں، اور اگر وہ آپ کو ان باتوں کے کرنے سے نہیں روکتیں پھر آپ ان روایات پر عمل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ اگر کوئی ایسی روایت ہو جو اسلامی تعلیمات سے متصادم ہو تو آپ کو اس سے رکنا ہوگا۔ اسلام عالمی مذہب ہے اور دنیا بھر سے لوگوں نے اسلام قبول کیا ہے اور اب بھی لوگ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہر ملک، ہر لوگ اور ہر قبیلہ کی مختلف روایات ہیں۔ وہ اپنی روایات پر عمل کر سکتے ہیں جب تک وہ اسلام کی بنیادی تعلیمات سے متصادم نہ ہوں۔ آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ شادی بیاہ کے موقع پر مختلف قبائل کے مختلف رسم و رواج ہیں، آپ انہیں ادا کر سکتے ہیں اگر وہ اسلامی تعلیمات سے متصادم نہ ہوں، اگر وہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرنے والی نہ ہوں، پھر آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ جب بھی آپ کوئی عمل کر رہے ہوں اللہ تعالیٰ کا تقدس ہمیشہ قائم رہنا چاہیے یہ بنیادی امر ہے۔

ایک خادم نے عرض کیا کہ وہ افغانستان سے یہاں آئے ہیں۔ حضور انور کی نظر میں افغانستان میں احمدیت کا کیا مستقبل ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ آ گئے باقی بھی چھوڑ کے آ رہے ہیں، مستقبل کیا ہونا ہے؟ جو احمدی تھے وہ تو چھوڑ کے آ گئے اور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ کی شہادت پہ کہا تھا۔ سرزمین کابل تُو خدا کی نظر سے گر گئی۔ تو وہ تو اس وقت تک گری رہے گی جب تک وہاں احمدی نہیں پیدا ہوتے۔ جب سارے احمدی وہاں سے چھوڑ کے آ جائیں گے تو پھر اور زیادہ گر جائے گی۔ ہر قوم کے لیے جہاں ترقی ہوتی ہے وہاں زوال بھی ہوتا ہے۔ جب قومیں زوال کی ایک حد تک پہنچ جاتی ہیں پھر اللہ تعالیٰ ان کی حالتوں کو بدلتا ہے۔ تو ہو سکتا ہے جب یہ لوگ زوال کی انتہا پہ پہنچ جائیں گے، جب سارے احمدی وہاں سے نکل آئیں گے، تباہی کی انتہا جب آ جائے گی تو پھر ہو سکتا ہے ان میں سے کوئی ایسا شخص کھڑا ہو جو دوبارہ اس کو سنبھالنے لگے اور پھر مذہبی آزادیاں پیدا ہوں اور پھر احمدیت کا نفوذ وہاں ہو۔ پھر آگے، مستقبل دوبارہ نئے سرے سے بہتر ہو سکتا ہے۔ اس وقت تو کوئی مستقبل نہیں نظر آ رہا۔ اب آپ بھی یہاں بیٹھے ہیں، آپ دعا کرتے رہا کریں۔ آپ کو ہمدردی ہے ناں، آپ کا ملک ہے۔ ...... تو بس پھر اس کے لیے آپ سے زیادہ کون دعا کر سکتا ہے۔

حضور انور نے اس خادم سے استفسار فرمایا کہ وہ افغانستان سے کب یہاں آئے ہیں جس پر انہوں نے بتایا کہ وہ 9-10 ماہ قبل یہاں آئے تھے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ وہی جو چودہ آدمیوں کی فیملی آئی تھی اس میں آپ شامل تھے؟ اس پر خادم نے عرض کیا جی حضور۔

ایک اور خادم نے عرض کیا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخ اسلام میں کچھ ایسے واقعات ہوئے جن کے بعد اسلام کافی تیزی سے دنیا میں پھیلا جیسا کہ ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور فتح مکہ۔ کیا حضور انور سمجھتے ہیں کہ احمدیت کی ترقی

کے لیے کچھ ایسے واقعات ظہور پذیر ہوں گے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ہر مذہب میں کوئی نہ کوئی واقعہ ہوتا ہے جس کے بعد وہ مذہب پھیلتا ہے۔ عیسائیت بھی جو پھیلی وہ اسی وقت پھیلی جب رومن بادشاہ نے عیسائیت قبول کر لی۔ گو اس نے تعلیم بدل دی، بگڑ گئی۔ لیکن اسی طرح کے واقعات ہوتے ہیں، معجزات ہوں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے، وہ پورے ہوں گے، اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ میں جو مثیل مسیح ہوں اور مسیح کی جو جماعت تھی اور ان کا دین تھا اس کو پھیلنے میں تین سو سال سے اوپر کا عرصہ لگا تھا تو تمہیں ابھی تین سو سال نہیں گزریں گے جب تم دنیا میں احمدیت کی اکثریت دیکھو گے۔ تو یقیناً ایسے واقعات پیدا ہوں گے جس کے بعد پھر انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کی ترقی ہوگی اور جہاں جہاں ایسے واقعات ہوتے جاتے ہیں وہاں بعض دفعہ ایک عارضی breakthrough تھوڑے سے علاقے میں ہوتا ہے، پھر رک جاتا ہے لیکن ایک بڑے پیمانے پہ ایک بریک تھرو ہوگا، وہ کسی نہ کسی طرح اس قسم کے واقعات ہوں گے تبھی ہوگا۔ کب ہوگا، کس زمانے میں ہوگا اللہ بہتر جانتا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جو پیشگوئی ہے اس کے مطابق تین سو سال ابھی نہیں گزریں گے اس سے پہلے ہو جائے گا اور 133 سال تو ہو چکے ہیں۔ وہی میں نے کہا نہ اگلے بیس پچیس سال بھی بڑے crucial ہیں جماعت احمدیہ کے لیے۔ پھر اس میں کتنی حد تک پھیلتا ہے لیکن اس کے بعد جو عرصہ ہے وہ انشاء اللہ تعالیٰ پھیلنے کا ہی عرصہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔

ایک خادم نے عرض کیا کہ میں اپنے غیر احمدی مسلمان دوستوں کو کس طرح بتا سکتا ہوں کہ میں احمدی مسلمان ہوں اور ایسے لوگوں کے ساتھ کس طرح پیش آیا جائے جو جماعت کے لیے منفی جذبات رکھتے ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ اس بات کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ آپ احمدی کیوں ہیں۔ دیکھیں آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم احمدی یہ یقین رکھتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اور اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آخری زمانے میں ایک مجدد، اسلام کی حقیقی تعلیم کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے آئے گا۔ اب سب مسلمان اس پر یقین رکھتے ہیں کہ ایک مجدد آئے گا اور وہ مہدی اور مسیح کہلائے گا اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ شخص حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں آچکا ہے اس پر ہم یقین رکھتے ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ ہم احمدی ہیں کیونکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسلام کی حقیقی تعلیم کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے آئے ہیں۔ جب آپ کے دوست اور طلباء دیکھیں گے کہ آپ میں ایک نمایاں تبدیلی آئی ہے اور آپ دوسرے مسلمانوں سے مختلف ہیں اور آپ پنجوقتہ نماز ادا کرتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کا مطلب سمجھتے ہیں، آپ اچھے اخلاق کے مالک ہیں اور آپ کسی برائی میں ملوث نہیں ہیں تب وہ جان جائیں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ہم سے مختلف ہیں اور تب وہ آپ کی بات سننے کی کوشش کریں گے۔ اگر وہ مسلمان ہیں تو آپ انہیں بتا سکتے ہیں کہ یہ تبدیلی آپ کے اندر صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی وجہ سے آئی ہے۔ ہم یہ بات بھی دیکھتے ہیں اور میں اپنی تقاریر میں بھی یہ بتاتا ہوں کہ نومبائعین کی ایک بڑی تعداد نے اپنا رویہ، اپنا برتاؤ اور طرز زندگی کو مکمل طور پر تبدیل کیا ہے اور جب ان کے قریبی رشتہ داروں اور دوستوں نے یہ دیکھا تو انہوں نے ان سے پوچھا کہ یہ تبدیلی تم میں کس طرح آئی؟ تب وہ بتاتے تھے کہ وجہ یہ ہے کہ میں نے اسلام کی حقیقی تعلیم پہچان لی ہے اور میں اس پر عمل کر رہا ہوں۔ اسی وجہ سے میری طرز زندگی مکمل طور پر تبدیل ہوگئی ہے اور میں اب عملی طور پر مسلمان ہوں۔ پس اگر آپ اپنے غیر احمدی دوستوں کے سامنے اپنا نمونہ پیش کریں گے اور وہ جان جائیں گے کہ یہ ایک احمدی مسلمان ہے جس کا اس چھوٹی عمر میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک قریبی تعلق ہے اور یہ روزانہ پانچ وقت نماز ادا کرتا ہے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اور اپنے قول پر عمل کرتا ہے تب وہ آپ کی بات کو سنیں گے اور اس طرح آپ ان کے ذہن سے آپ کے بارہ میں منفی رائے کو تبدیل کر سکتے ہیں۔ پس آپ کو اپنے اندر تبدیلی لانی ہوگی۔ پہلے آپ اپنے آپ کو پہچانیں۔

ایک اور خادم نے عرض کیا کہ آجکل رشتوں کے موقع پر اسلامی تعلیمات کے برعکس فریقین کی طرف سے بہت زیادہ ڈیمانڈز (demands) رکھی جاتی ہیں جو رشتوں کے تقدس کو پامال کرتی ہیں۔ پیارے حضور ہم اس چیز سے کس طرح بچ سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ آجکل کی بات نہیں ہے، یہ تو بہت پرانی باتیں ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی اسی طرح تھا۔ ہر زمانے میں وہاں کے لحاظ سے اپنی اپنی ڈیمانڈ ہوتی تھی۔ ایک زمانہ ہوتا تھا کہ لڑکی سے کہا جاتا تھا کہ اتنا جہیز لے کے آؤ، اتنا زیور لے کے آؤ، یا اتنی چیزیں لے کے آؤ، یا پیسے لے کے آؤ، کیش لے کے آؤ، یا لڑکے سے ڈیمانڈ کی جاتی تھی کہ لڑکا کیا کرتا ہے، اس کا گھر ہے کہ نہیں، اس کی اچھی جاب ہے کہ نہیں۔ اس طرح کی ڈیمانڈز تو آجکل بھی ہیں، پہلے بھی ہوتی تھیں تو کس طرح کی ڈیمانڈز رکھی جاتی ہیں؟

اس پر خادم نے عرض کیا کہ بعض اوقات جب ملک سے باہر رشتہ کیا جاتا ہے تو یہاں پر رہنے والا فریق باہر سے آنے والے فریق کو اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ یہاں آکر یہاں کا کلچر اپنائے گا اور اس کے مطابق رہے گا۔ بعض اوقات باہر سے آنے والا فریق اس چیز کو ناپسند کرتا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ کلچر تو ٹھیک ہے، ہم کلچر کے مطابق رہ لیں گے لیکن جس طرح پہلے میں نے کہا تھا اسلامی تعلیم سے clash نہ کرتا ہو۔ اسلام کہتا ہے کہ پانچ نمازیں پڑھو، تم کہتے ہو کوئی نہیں نماز نہ بھی پڑھی تو کچھ نہیں ہوتا یہ کلچر نہیں ہے۔ اسلام کہتا ہے روزے رکھو، تم کہو روزے نہ بھی رکھو کچھ نہیں ہوتا یہ کوئی کلچر نہیں ہے۔ قرآن کریم نے عورتوں کو پردے کا حکم دیا ہے، حجاب اوڑھو تو وہ اگر حجاب نہیں لیتی اور بغیر دوپٹے کے کھلے گلے کے ساتھ بازاروں میں پھرتی ہے تو یہ کلچر نہیں ہے، یہ اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس لیے پہلے ہی بتانا ہوگا، لڑکیاں اگر باہر سے آتی ہیں تو وہ لڑکیاں کہہ کے آئیں کہ ہم جو اسلامی تعلیم ہے اس کے مطابق اپنی زندگیاں گزاریں گی۔ لڑکوں کو اس پہ اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو تم لوگ رشتے کرتے ہو، رشتہ کرنے کے لیے ایک دوسرے میں دنیا کو دیکھتے ہو، خوبصورتی کو دیکھتے ہو، دولت کو دیکھتے ہو، لیکن تم دین کو دیکھو۔ اگر لڑکے میں دین ہوگا تو وہ دیندار لڑکی کو تلاش کرے گا، اگر لڑکی دیندار ہوگی تو وہ دیندار لڑکے کو تلاش کرے۔ اگر یہ ماحول پیدا ہو جائے تو پھر ہی صحیح اسلامی معاشرہ قائم ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر یہ کہنا کہ جی ان ممالک میں جو so called ترقی یافتہ ملک ہیں ان میں پردہ نہیں ہوتا یا half sleeve پہن کے لڑکیاں بازاروں میں پھرتی رہیں، دوپٹہ بھی گلے میں نہ ہو، سکارف تو علیحدہ بات رہی تو یہ چیزیں اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں اور جو پھر ایسی لڑکیاں ہیں وہ جب مسجد میں آتی ہیں۔ تو دوپٹہ اوڑھ کے آجاتی ہیں چلو ٹھیک ہے مسجد کا کوئی نہ کوئی احترام تو ہے لیکن پھر ان میں منافقت ہوتی ہے تو یہ تو لجنہ کی ضرورت ہے کہ ان کی صحیح طرح تربیت کریں۔ والدین کی ضرورت ہے کہ ان کی تربیت کریں۔ صحیح طرح اسلام کی تعلیم کو اگر ماننا ہے، اگر لڑکی یا لڑکا مسلمان کہلاتے ہیں تو پھر ان کو چاہیے کہ اسلامی تعلیم پہ عمل بھی کریں۔ اگر اسلامی تعلیم پہ عمل نہیں کر رہے تو پھر وہ مسلمان کہلانے کے بھی حقدار نہیں ہیں۔ یہ جماعت احمدیہ کی تعلیم نہیں ہے یہ اسلام کی تعلیم ہے۔ جماعت احمدیہ کی کوئی تعلیم ایسی نہیں جو قرآن کے خلاف ہو یا قرآن سے زائد ہو۔ جو بھی ہم کہتے ہیں وہ وہی کہتے ہیں جو قرآن کریم میں لکھا ہوا ہے۔ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ بڑے سخت ہیں۔ مسلمان تو یہ کرتے ہیں۔ مسلمان اگر نہ بگڑے ہوئے ہوتے تو مسیح موعود کے آنے کی ضرورت کیا تھی۔ اسی لیے تو آئے اسی لیے تو ہم نے مسیح موعود کو مانا ہے کہ ہم نے مسلمانوں کی بگڑی ہوئی حالت کو ٹھیک کرنا ہے۔ تو یہ تو گھروں میں اپنی لڑکیوں کی تربیت کرتے ہوئے ماں باپ کو بھی خیال رکھنا چاہیے۔ لڑکیوں کو خود دینی تعلیم حاصل کرنی چاہیے تاکہ پتا لگے کہ ان کی ذمہداریاں کیا ہیں لڑکوں کو خود احساس ہونا چاہیے۔ تو جب تک یہ احساس خود نہیں ہوگا کوئی باہر سے آ کے تو نہیں ڈالے گا۔ عہد کرتے ہیں ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے، صرف عہد کر کے چلے جاتے ہیں تو اس کا فائدہ کیا، یہ تو منافقت ہے۔ جب عہد دہرایا ہے تو پھر اس پر عمل کرو، اور جب عمل کرو گے تو پھر نہ رشتوں میں ڈیمانڈز ہوں گی، نہ تقدس کو پامال کیا جائے گا، نہ کوئی اور بات ہوگی۔

ایک خادم نے عرض کیا کہ نماز کی شرائط میں سے ایک شرط قبلہ رخ کا ہونا ہے مگر جب ہم سفر میں ہوتے ہیں تو قبلہ رخ ہونے کا خیال نہیں رکھتے۔ کیا یہ طریق درست ہے؟

حضور انور نے فرمایا کہ دیکھیں اگر آپ گاڑی میں بیٹھے ہوئے ہیں یا جہاز میں بیٹھے ہوئے ہیں تو آپ کہاں سے قبلہ تلاش کرتے پھریں گے۔ آپ جہاز پہ اوپر اڑ رہے ہیں قبلہ نیچے ہے تو یوں الٹے لٹک کے نماز پڑھیں گے۔ اگر آپ کو پتا بھی لگ جائے کہ یہاں قبلہ ہے۔ تو بسوں میں بیٹھے ہوئے آپ ڈرائیور کو کہیں گے کہ جی دو تین سیٹیں خالی کروا کر اگلے موڑ پہ آکر کار کا رخ ادھر مڑ گیا یا بس کا تو آپ کدھر جائیں گے؟ اس لیے اسلام جو ہے دینِ یُسر ہے، آسانی کا دین ہے۔ اسلام نے ہر situation کے لیے حل رکھا ہوا ہے کہ اگر تم سفر کر رہے ہو اور خطرہ ہے اور سواری میں سفر کر رہے ہو اور سواری سے اتر نہیں سکتے، تمہارے اختیار میں نہیں ہے یا کوئی خطرے کی صورتحال ہے تو سواری میں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ لو۔ جدھر بھی سواری جا رہی ہے اس میں تم یہ تصور کر لو، کعبہ کی طرف تمہاری توجہ ہے۔ اصل چیز تو دل کا تصور ہی ہے تو وہ کعبہ کی طرف توجہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی سفر ہوتے تھے، اونٹوں پہ سفر ہوتے تھے یا گھوڑوں پہ سفر ہوتے تھے اور سفر کے دوران اگر ٹھہرنا ممکن نہیں ہوتا تھا تو چلتے چلتے نمازیں پڑھا کرتے تھے، قبلہ جہاں مرضی ہو۔ صرف تصور یہ ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہمارا قبلہ خانہ کعبہ ہی ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ نے سفر کے لیے ایک آسانی پیدا کر دی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ غیر احمدی مولویوں کی طرح کہ جی جہاز میں بیٹھے ہوں تو دایاں موڈھا مشرق کی طرف کر لو تو یوں ہو جائے گا۔ جب جہاز turn لے گا تو اس وقت کہاں جائے گا مشرق مغرب۔ یہ جو ہے ناں اوٹ پٹانگ باتیں ہیں۔ اسلام نے آسانی پیدا کی ہے عبادت basic چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میری عبادت کو نہ بھولو۔ وہ تمہیں وقت پہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے ✡ لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مُدام ✡ دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ادا کرنی چاہیے۔ ٹھیک ہے۔ اس کے لیے یہ سہولت دے دی کہ اگر تم سفر میں ہو تو دو نمازیں جمع کر لو۔ ظہر عصر اور مغرب عشاء جمع کر سکتے ہو اگر سفر میں ہو تو۔ فجر علیحدہ پڑھنی ہے۔ یہ سہولت دے دی۔ قبلہ کی سہولت دے دی کہ ٹھیک ہے تمہیں قبلہ نظر نہیں آ رہا تو تم جس طرف تمہارا منہ ہے اسی طرف کر لو۔ تمہارے کنٹرول میں تو یہ باتیں نہیں ہیں۔ جو باتیں تمہارے اختیار میں نہیں ہیں اس کے لیے اللہ نے آسانی پیدا کر دی ہے۔ تو ہمیں تو خوش ہونا چاہیے، اللہ تعالیٰ نے آسانی دی ہے بجائے اس کے کہ اتنے rigid ہو جائیں کہ کیوں یوں نہیں ہوا، قبلہ رخ نماز نہیں پڑھی تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دل کا قبلہ ہونا چاہیے۔ دل کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا چاہیے اور وہ یہی ہے کہ خانہ کعبہ ہی ہمارا قبلہ ہے۔ اور جب حالات normal آئیں پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ پھر کھڑے ہو کے قبلہ جہاں ہے اس طرف رخ کر کے نماز پڑھا کرو۔ مجھے بتائیں کہ آپ جہاز میں سفر کر رہے ہوں تو کس طرح قبلہ کا خیال رکھیں گے؟

خادم نے عرض کیا کہ جہاز میں نہیں مگر گاڑی میں اگر ہم سفر کر رہے ہوں تو رک کے اگر نماز پڑھ لی جائے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر رک سکتے ہیں تو نماز پڑھ لیں، اچھی بات ہے۔ اگر وقت ایسا ہے اور خطرے والی بھی کوئی بات نہیں ہے تو پھر کسی سروس اسٹیشن پہ رک جائیں یا کہیں جا کے، رُک کے نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن اگر وقت تھوڑا ہے اور کہیں پہنچنے کی جلدی بھی ہے اور خطرہ ہے رستہ میں بعض دفعہ مسائل پیدا ہو سکتے ہیں تو پھر گاڑی میں بیٹھے بیٹھے بھی نماز پڑھ سکتے ہیں پھر یہی ہے اگر چار آدمی کار میں بیٹھے ہیں تو ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ والا جو بندہ بیٹھا ہے اس کو امام بنا لیں، اس کو کہیں نماز پڑھا دو وہ بھی جماعت ہو جائے گی۔ آنحضرت ﷺ نے اونٹوں پہ چلتے ہوئے بھی باجماعت نمازیں پڑھائی ہوئی ہیں۔ تو وہ اسی طرح روایتوں میں آتا ہے کہ اونٹ پر بیٹھے ہوئے تھے آپ کے ساتھ دائیں بائیں پیچھے جو لائنوں میں لگے ہوئے تھے اونٹوں کی سواریاں یا گھوڑوں کی چل رہی تھی اسی پہ آپ نماز پڑھا رہے تھے۔ لیکن اگر حالات ایسے ہیں کہ جہاں آپ رک کے نماز پڑھ سکتے ہیں وہاں ضرور پڑھنی چاہیے۔ یہ تو آپ کی نیت کیا ہے اگر صرف نیت یہ ہے کہ نمازوں کو ٹالنا ہے تو وہ اور بات ہے اگر نیت یہ ہے کہ ہم نے نماز بھی ادا کرنی ہے، اللہ کی عبادت بھی کرنی ہے اور اب جو حالات ہیں اس کے مطابق چلتے چلتے نماز پڑھنی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ قبول کرنے والا ہے کر بھی لیتا ہے۔

ملاقات کے آخر میں حضور انور نے فرمایا اللہ حافظ۔ السلام علیکم۔

(بشکریہ الفضل 12 جولائی 2022)

☆......☆......☆

بقیہ وصایا از صفحہ نمبر 19

مسل نمبر 11820: میں شیخ مموناز احمد ولد مکرم شیخ مختار احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن رسول پور پوسٹ کو ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 2 مئی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ منظور احمد العبد : شیخ مموناز احمد گواہ : شیخ مختار احمد

مسل نمبر 11821: میں شیخ محمد نیاز ولد مکرم شیخ محمد یونس صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 24 پیدائشی احمدی ساکن کوسمبی سونگھڑہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم مئی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد ملازمت ماہوار -/7,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مقصود علی خان العبد : شیخ محمد نیاز گواہ : سید سہیل احمد طاہر

مسل نمبر 11822: میں نسیمہ بیگم زوجہ مکرم سید ابو نصر تبشیر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 55 سال پیدائشی احمدی ساکن سی ڈی اے سیکٹر 10 پلاٹ نمبر 1-F/175 ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 29/اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کے کانٹے پانچ جوڑی، انگوٹھی ایک عدد، ناک کے پھول 3 عدد (کل وزن 55 گرام 22 کیریٹ) حق مہر -/5,000 روپے وصول شدہ۔ میرا گزارہ آمد جیب خرچ ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید ابو نصر تبشیر الامۃ : نسیمہ بیگم گواہ : شیخ مبشر احمد

مسل نمبر 11823: میں سید یحییٰ احمد ولد مکرم سید احمد نصیر اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 26 سال پیدائشی احمدی ساکن جگرناتھ ساہی نزد احمدیہ قبرستان ستی چورا ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 28 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید احمد نصیر اللہ العبد : سید یحییٰ احمد گواہ : شیخ مبشر احمد

مسل نمبر 11824: میں ریحانہ بیگم زوجہ مکرم شیخ مذکر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 36 سال پیدائشی احمدی ساکن ڈہانی گڑیا چرمپا ضلع بھدرک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 27 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار ایک عدد، کان کے کانٹے دو جوڑی، انگوٹھی ایک عدد (کل وزن 30 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پائل، انگوٹھیاں وغیرہ (کل وزن 50 گرام) حق مہر -/25,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ مذکر احمد الامۃ : ریحانہ بیگم گواہ : محمد افتخار

مسل نمبر 11825: میں حفیظہ خاتون زوجہ مکرم انور احمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 53 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ بابو ساہی پرانا بازار ضلع بھدرک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 25 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار ایک عدد، کان کے کانٹے چار جوڑی، انگوٹھی ایک عدد (تمام زیورات 30 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پائل 25 گرام حق مہر بذمہ خاوند -/24,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : انور احمد خان الامۃ : حفیظہ خاتون گواہ : محمد افتخار

مسل نمبر 11826: میں شیخ ارمان احمد ولد مکرم شیخ طاہر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 27 سال پیدائشی احمدی ساکن سالندی بائی پاس بھدرک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 26 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد تجارت ماہوار -/4,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ طاہر احمد العبد : شیخ ارمان احمد گواہ : محمد افتخار

مسل نمبر 11827: میں شیخ ذکی محمود ولد مکرم شیخ غلام مہدی محمود صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 31 سال پیدائشی احمدی ساکن قدم بیڑا بکھرا باڑی بھدرک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 26 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ والد مرحوم کا ترکہ 48 ڈسمل کا پلاٹ اور اس میں ایک پختہ مکان ہے اس کے ہم تین بھائی اور دو بہنیں شرعی حصہ دار ہیں۔ (پلاٹ نمبر 821/4299 کھاتہ نمبر 723/26 موضع کوانس بھدرک) مذکورہ پلاٹ اور مکان کی موجودہ قیمت -/55,00,000 روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد تجارت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد افتخار العبد : شیخ ذکی محمود گواہ : حمید احمد شاہ

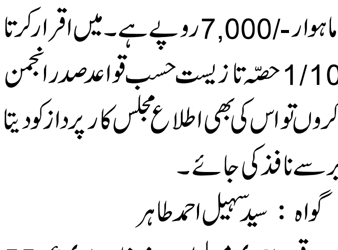
Zaid Auto Repair
زید آٹو رپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7, Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالبِ دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

ھو الشافی
N D QAMAR HERBAL & UNANI CLINIC
(Treatment for all kinds of Chronic Diseases)
SINCE 1980
Near Khilafat Gate Qadian (Punjab)
contact no : +91 99156 02293
email : qamarafiq81@gmail.com
instagram : qamar_clinic

جماعت احمدیہ کے جلسے اسلئے منعقد کئے جاتے ہیں کہ ہم اس مقدس ماحول سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے آپ کو بہتر بنائیں اور اس طرح اپنی اخلاقی حالت کو بہتر کریں

یہ مقدس اجتماع ہمیں اپنے ایمان کو مضبوط کرنے ،تقویٰ میں بڑھنے اور اپنے خالق اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے،اس سے ہمارے دلوں میں نرمی ،شفقت اور عاجزی پیدا ہونی چاہئے

ہر شرط بیعت اپنے اندر بے شمار حکمتیں رکھتی ہے، یہ شرائط ہمارے لیے مشعل راہ ہونی چاہئیں جو ہماری زندگیوں کے ہر موڑ پر ہماری راہنمائی کرنیوالی ہوں

میں آپ کو پانچویں شرط بیعت کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ

’’ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذِلّت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا‘‘

ہر احمدی کو خلافت کا وفادار اور فرمانبردار رہنا چاہئے اور خلیفہ وقت کے ساتھ محبت اور اخلاص کے تعلق کو مسلسل مضبوط کرتے رہنا چاہئے یہ ہماری مسلسل ترقی کی کلید ہے اور ہمارا جماعت کی دائمی ترقی کو مشاہدہ کرنے کا ذریعہ ہے

آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہیے اور اپنے اہل و عیال خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں

آپ کو میرے خطبات جمعہ کو سننا چاہئے اور دیگر مواقع پر بھی بیان کی گئیں باتوں پر عمل کرنا چاہئے

جماعت احمدیہ یونان کے پانچویں جلسہ سالانہ منعقدہ 28 اپریل 2024 کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز پیغام

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آپ لوگ اپنا پانچواں جلسہ سالانہ 28/اپریل 2024ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا جلسہ کامیاب کرے اور آپ سب بے انتہا فضلوں کے وارث ہوں اور آپ سب ہمارے مذہب یعنی اسلام کا صحیح علم اور سمجھ حاصل کرنے والے ہوں۔

یاد رکھیں کہ یہ کوئی عام دنیاوی تہوار یا میلہ نہیں ہے۔حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:’’اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اُٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۴۰، ایڈیشن ۱۹۸۹ء)

پس جماعت احمدیہ کے جلسے اس لیے منعقد کیے جاتے ہیں کہ ہم اس مقدس ماحول سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے آپ کو بہتر بنائیں اور اس طرح اپنی اخلاقی حالت کو بہتر کریں۔ یہ مقدس اجتماع ہمیں اپنے ایمان کو مضبوط کرنے،تقویٰ میں بڑھنے اور اپنے خالق اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔اس سے ہمارے دلوں میں نرمی، شفقت اور عاجزی پیدا ہونی چاہیے۔ یہ جماعت کے اندر پیار اور بھائی چارہ کے رشتوں کو بڑھانے کا ذریعہ ہونا چاہیے اور ہمیں اس قابل بنانا چاہیے کہ ہم نہ صرف ایک دوسرے کا خیال رکھیں بلکہ دوسرے ضرورت مند لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے بھی بہترین مثال قائم کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت کی دس شرائط بیان فرمائی ہیں۔ ہر شرط بیعت اپنے اندر بے شمار حکمتیں رکھتی ہے۔یہ شرائط ہمارے لیے مشعل راہ ہونی چاہئیں جو ہماری زندگیوں کے ہر موڑ پر ہماری راہنمائی کرنے والی ہوں۔

میں آپ کو پانچویں شرط بیعت کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ’’ہر حال رنج اور راحت اور عُسر اور یُسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا اور بہر حالت راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذِلّت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔‘‘

اس شرط بیعت میں حضرت مسیح موعودؑ نے اس بات کی طرف ہماری راہنمائی کی ہے کہ جھوٹی دنیاوی کشش کی لالچ میں ہمیں نہیں آنا چاہیے اور نہ ہی ان میں بھٹکنا چاہیے بلکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا وفادار رہنا چاہیے۔اور اگر ہم محض اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں گے تو پھر ہم حقیقۃً حضرت مسیح موعودؑ سے تعلق جوڑنے والے ہوں گے اور اس کے نتیجہ میں ہمیں ہر چیز مل جائے گی۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تو اللہ کا خیال رکھ تو اسے اپنے سامنے پائے گا،تو خوشحالی میں اس کا واقف بن وہ سختی میں تیرا واقف بن جائے گا اور یقین کر جو تجھے نہ پہنچا وہ تجھے پہنچنے والا ہی نہ تھا اور جو پہنچا وہ رہنے والا نہ تھا اور یقین کر مدد صبر کے ساتھ ہے فراخی تکلیف کے ساتھ ہے اور تنگی کے ساتھ آسانی ضرور ہے۔(ریاض الصالحین لِلامام النووی، کتاب الاخلاص حدیث نمبر ٦٢)

اس دور میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں نظامِ خلافت سے نوازا ہے۔لہٰذا ہر احمدی کو خلافت کا وفادار اور فرمانبردار رہنا چاہیے اور خلیفہ وقت کے ساتھ محبت اور اخلاص کے تعلق کو مسلسل مضبوط کرتے رہنا چاہیے۔ یہ ہماری مسلسل ترقی کی کلید ہے اور ہمارا جماعت کی دائمی ترقی کو مشاہدہ کرنے کا ذریعہ ہے۔آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہیے اور اپنے اہل و عیال خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔آپ کو میرے خطبات جمعہ کو سننا چاہیے اور دیگر مواقع پر بھی بیان کی گئیں باتوں پر عمل کرنا چاہیے۔

آخر میں، مَیں آپ کو کہتا ہوں کہ اب وقت آگیا ہے کہ آگے بڑھیں اور پورے عزم اور ہمت کے ساتھ عہد کریں کہ آپ ہمیشہ کے لیے وہ تمام ضروری تبدیلیاں لانے کی کوشش کریں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کیے گئے عہد کی شرائط کو پورا کرنے کے لیے درکار ہیں۔ ان شاء اللہ، اگر آپ ایسا کرتے ہیں تو آپ دوسروں تک اسلام پہنچانے کا ذریعہ بنیں گے اور اپنے ہم وطنوں اور درحقیقت پوری دنیا کے لوگوں کو حقیقی اسلام کے سائے تلے لانے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ہدایات پر بہترین رنگ میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ آپ سب پر اپنی برکتیں نازل فرمائے۔آمین

(رپورٹ: ارشد محمود۔نمائندہ الفضل انٹرنیشنل)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 1 جون 2024)

......☆......☆......☆......

Manufacturer and Retailer of Leather Fashion Accessories and Bags.
Specialized in the Desing and Production of Quality & Sale Online Platform Like Flipkart, Amazon, Meesho. & Product Key Word is "Grizzly Wallet"
6294738647 mygrizzlyindia@gmail.com,Web:www.mygrizzlyindia.com
mygrizzlyindia mygrizzlyindia mygrizzlyindia
طالب دعا : عطاء الرحمٰن (بھائی پوتا، ضلع ساؤتھ 24 پرگنہ) مغربی بنگال

eTAX SERVICE
GST Suvidha Kendra

Reyaz Ahmed
GST Consultant/TRP
H.O. F-43A School Road
Khanpur, New Delhi - 110062
www.etaxservice.in
reyaz.reyaz@gmail.com
98178 97856
92780 66905

Our Services
Income Tax Filling
GST Reg. & Return Filling
Pvt. Ltd. Reg. and Accounting Services
Trade Mark and Logo Reg. Services
FSSAI Licence for Food Vendors
MCD License
GeM and Procurement Reg.
Import Export Code

طالب دعا : ریاض احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ دہلی)

غزوہ بدر الموعد میں بظاہر تو مسلمان ابوسفیان سے جنگ کیلئے نکلے تھے مگر مسلمانوں کا تجارتی مال ساتھ رکھنا بتاتا ہے کہ انہیں یقین تھا کہ یا تو ابوسفیان اس جنگ کیلئے آئے گا ہی نہیں یا اگر آیا بھی تو خدا تعالیٰ مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے گا

غزوہ دومۃ الجندل اس رنگ میں پہلا غزوہ تھا کہ اس کی بڑی غرض ملک میں امن کا قیام تھا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 05/جولائی 2024 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: غزوہ بدر الموعد کب ہوا اور اس غزوہ کو اور کس نام سے یاد کیا جاتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: غزوہ بدر الموعد ہے جو ۴/ہجری میں ہوا۔ اس غزوے کو بدر الثانیہ اور بدر الصغریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

سوال: غزوہ بدر الموعد ہونے کا کیا سبب ہوا؟

جواب: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: 4/ہجری میں جب شوال کے مہینے کا آخر آیا تو آنحضرت ﷺ ڈیڑھ ہزار صحابہ کی جمعیت کے ساتھ مدینے سے باہر نکلے۔ اس غزوے کا سبب یہ ہے کہ ابو سفیان بن حرب جب غزوۂ احد سے واپس پلٹا تو اس نے کہا تھا کہ آئندہ سال ہماری اور تمہاری ملاقات بدرالصفراء کے مقام پر ہوگی، ہم وہاں جنگ کریں گے۔ آنحضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کو اسے جواب دینے کا ارشاد فرمایا تھا کہ کہو ہاں! ان شاء اللہ۔ ایک روایت کے مطابق آپؐ نے خود جواباً ان شاء اللہ فرمایا تھا۔

سوال: بدر کس کو کہا جاتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: بدر مکّہ اور مدینے کے درمیان ایک مشہور کنواں ہے جو مدینے کے جنوب مغرب میں ایک سَو پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

سوال: مسلمانوں کا اس غزوہ کے لئے روانہ ہوتے ہوئے تجارتی مال ساتھ رکھنا کیا بتاتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: بظاہر تو مسلمان ابوسفیان سے جنگ کے لیے نکلے تھے مگر مسلمانوں کا تجارتی مال ساتھ رکھنا بتاتا ہے کہ انہیں خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ یقین تھا کہ یا تو ابوسفیان اس جنگ کے لیے آئے گا ہی نہیں یا اگر آیا بھی تو خدا تعالیٰ مسلمانوں کو فتح عطا فرمائے گا۔

سوال: جب جنگ کا وقت قریب آ گیا تو ابوسفیان کی کیا حالت ہوئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ابوسفیان نے جنگ کا یہ اعلان کر دیا تھا مگر اب جوں جوں وقت نزدیک آ رہا تھا ابوسفیان جنگ سے کنارہ کشی اختیار کر رہا تھا۔ مگر ظاہر یہ کر رہا تھا کہ جیسے وہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مدینے پر چڑھائی کی تیاری کر رہا ہو۔ اس مقصد کے لیے اُس نے نُعیم نامی ایک شخص کو بیس اونٹوں کا لالچ دے کر مدینے بھی بھجوایا جس نے ابوسفیان کی تیاریٔ جنگ کے متعلق مسلمانوں کو بہت مبالغہ آمیز کہانیاں سنا کر جنگ سے باز رہنے کی تلقین کی۔

سوال: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے ابوسفیان کی بے بسی کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ باوجود احد کی فتح اور اتنی بڑی جمعیت کے ساتھ ہونے کے ابوسفیان بن حرب کا دل خائف تھا اور اسلام کی تباہی کے درپے ہونے کے باوجود وہ چاہتا تھا کہ جب تک بہت زیادہ جمعیت اس کے ساتھ نہ ہو جائے وہ مسلمانوں کے سامنے نہ ہو۔

سوال: جب ابوسفیان کے لشکر کی خبر رسول کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے اپنے پیچھے مدینہ میں کس کو امیر مقرر فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضور ﷺ کو جب ابوسفیان کے لشکر کی تیاری کی خبر ملی تو آپؐ نے اپنے پیچھے حضرت عبداللہؓ بن عبداللہ بن ابی بن سُلول جو رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کے بیٹے تھے مگر بڑے پکے مسلمان اور جاں نثار صحابی تھے انہیں مدینے کا امیر مقرر فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق آپؐ نے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو امیر مقرر فرمایا تھا۔ آپؐ نے اپنا جھنڈا حضرت علیؓ کو عطا فرمایا۔ مسلمان اپنے تجارتی مال کے ساتھ بدر کی جانب نکلے۔

سوال: ابوسفیان نے جنگ سے دور ہٹنے کیلئے کیا چال چلی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مسلمان تو حسبِ وعدہ جنگ کے لیے میدان میں پہنچ چکے تھے مگر دوسری جانب ابوسفیان نے سردارانِ قریش سے کہا کہ ہم نے نُعیم کو اس کام کے لیے بھیج دیا ہے وہ مسلمانوں کو روانگی سے قبل ہی پست ہمت کر دے گا۔ وہ انتہائی کوشش کر رہا ہے، لیکن ہم ایک یا دو راتوں کے لیے نکلیں گے پھر ہم واپس آ جائیں گے۔ اگر مسلمان جنگ کے لیے نہ نکلے تو ہم کہہ دیں گے کہ مسلمان جنگ کے لیے نہیں آئے اور یوں ہم فاتح ٹھہریں گے اور اگر مسلمان جنگ کے لیے نکلے تو بھی ہم واپس لوٹ آئیں گے اور کہہ دیں گے کہ یہ سال ہمارے لیے خشک سالی کا سال ہے، جنگ کے لیے شادابی کا سال مناسب ہوگا۔

سوال: جب مکہ سے 22 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ابوسفیان اور لشکر قریش کی ہمت جواب دینے لگی تو ابوسفیان نے مسلمان لشکر سے کیا کہا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قریش نے ابوسفیان کا مشورہ پسند کیا اور اس کی قیادت میں دو ہزار کا لشکر روانہ ہوگیا۔ مکّے سے صرف بائیس کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد ابوسفیان اور لشکرِ کفار کی ہمت جواب دینے لگی اور اُنہیں مسلمانوں سے لڑائی کی جرأت نہ ہوئی۔ چنانچہ ابوسفیان نے لشکر میں واپسی کا اعلان کیا اور کہا کہ تمہارے لیے شادابی اور ہریالی کا سال جنگ کے لیے زیادہ مناسب رہے گا۔ اس وقت خشک سالی ہے لہٰذا مَیں واپس جا رہا ہوں تم بھی واپس چلے چلو۔

سوال: حضور انور نے غزوہ دومۃ الجندل کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دوسرا غزوہ دومۃ الجندل ہے۔ یہ ۲۵/ربیع الاوّل ۵/ہجری میں ہوا۔ یہ مقام مدینے سے ۴۵۰/کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ قدیم دَور میں یہ سفر پندرہ سے سترہ دنوں میں مکمل ہوتا تھا۔ اس جگہ بہت بڑی تجارتی منڈی لگا کرتی تھی۔ یہ پہلی مہم تھی جو مدینے سے دُور رومی سلطنت کے صوبہ شام کی سرحدوں کے نزدیک وقوع پذیر ہونے والی تھی۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ مسلمانوں سے بار بار شکست کھانے اور مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے رعب کو محسوس کرتے ہوئے دشمنانِ دین کسی ایسے موقعے کی تلاش میں تھے کہ مسلمانوں اور اسلام کو جڑھ سے ہی ختم کر دیا جائے۔ اس پر عمل کرنے کے لیے مدینے کے انتہائی شمال میں شام کی سرحد کے نزدیک دومۃ الجندل کے گرد قبائل نے اسلامی ریاست کو چیلنج کرنے کے لیے ایک بڑا لشکر تیار کرنا شروع کیا۔

سوال: آنحضرت ﷺ کتنی مسافت طے کرنے کے بعد دومۃ الجندل پہنچے؟

جواب: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: آپؐ پندرہ سولہ دن کی طویل مسافت طے کرنے کے بعد دومۃ الجندل پہنچے تو وہاں جا کر معلوم ہوا کہ یہ لوگ مسلمانوں کی خبر پا کر ادھر اُدھر منتقل ہو گئے تھے۔

سوال: غزوہ دومۃ الجندل ہونے کی کیا غرض تھی؟

جواب: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں: یہ غزوہ اس رنگ میں پہلا غزوہ تھا کہ اس کی غرض یا کم از کم بڑی غرض ملک میں امن کا قیام تھا۔ اہلِ دومہ کا مسلمانوں کے ساتھ کوئی جھگڑا نہ تھا۔ وہ مدینے سے اتنی دُور تھے کہ ان کی طرف سے بظاہر یہ اندیشہ کسی حقیقی خطرے کا موجب نہیں ہو سکتا تھا۔

سوال: دومۃ الجندل سے رسول کریم ﷺ کی واپسی اور اس غزوہ کے ثمرات و نتائج کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دومۃ الجندل سے واپسی کے متعلق لکھا ہے کہ آنحضور ﷺ وہاں تین دن قیام کے بعد تمام لشکر کے ہمراہ مدینے کی طرف روانہ ہو کر 20/ربیع الثانی کو واپس مدینے تشریف لے آئے۔ یہ غزوہ اپنے ثمرات اور نتائج کے حوالے سے بہت مفید رہا۔ اس غزوے کے ذریعے مسلمانوں کو سارے علاقے کا علم ہو گیا اور یہ بھی ایک مقصد تھا کہ سارے علاقے کا پتا چل جائے۔ اس غزوے کا ایک مقصد عربوں کی نفسیاتی مرعوبیت کو دُور کرنا بھی تھا کہ وہ کبھی سلطنتِ روم سے جنگ نہیں کر سکتے۔

......☆......☆......☆......

آنحضرت ﷺ زندگی کا ہر عمل، ہر فعل، آپؐ کی زندگی کا پل پل اور لمحہ لمحہ اس بات کا گواہ ہے کہ آپؐ مجسم رحم تھے اور آپکے سینے میں وہ دل دھڑک رہا تھا کہ جس سے بڑھ کر کوئی دل رحم کے وہ اعلیٰ معیار اور تقاضے پورے نہیں کرسکتا جو آپؐ نے کئے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 10/مارچ 2006 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: کیا اسلام سختی اور قتل وغاری کا مذہب ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ کی ذات پر غیر مسلموں کی طرف سے جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپؐ نعوذ باللہ ایسا دین لے کر آئے جس میں سوائے سختی اور قتل وغارت گری کے کچھ اور ہے ہی نہیں اور اسلام میں مذہبی رواداری، برداشت اور آزادی کا تصور ہی نہیں ہے۔

سوال: قرآن کریم میں اسلام کی کن خوبیوں کا ذکر ملتا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم میں متعدد جگہ اسلام کی اس خوبصورت تعلیم کا ذکر ملتا ہے جس میں غیر مسلموں سے حسن سلوک، ان کے حقوق کا خیال رکھنا، ان سے انصاف کرنا، ان کے دین پر کسی قسم کا جبر نہ کرنا، دین کے بارے میں کوئی سختی نہ کرنا وغیرہ کے بہت سے احکامات اپنوں کے علاوہ غیر مسلموں کے لئے ہیں۔

سوال: کن وجوہات کی بناء پر غیر مذاہب اسلام پر حملے کر رہے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آج کل کی جہادی تنظیموں نے بغیر جائز وجوہات کے اور جائز اختیارات کے اپنے جنگجوانہ نعروں اور عمل سے غیر مذہب والوں کو یہ موقع دیا ہے اور ان میں اتنی جرأت پیدا ہو گئی ہے کہ انہوں نے نہایت ڈھٹائی اور بے شرمی سے آنحضرت ﷺ کی پاک ذات پر بیہودہ حملے کئے ہیں اور کرتے رہے ہیں جبکہ اس سراپا رحم اور محسن انسانیت اور عظیم محافظ حقوق انسانی کا تو یہ حال تھا کہ آپؐ جنگ کی حالت میں بھی کوئی ایسا موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے جو دشمن کو سہولت نہ مہیا کرتا ہو۔

سوال: حضور انور نے آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپؐ کی زندگی کا ہر عمل، ہر فعل، آپؐ کی زندگی کا پل پل اور لمحہ لمحہ اس بات کا گواہ ہے کہ آپؐ مجسم رحم تھے اور آپ کے سینے میں وہ دل دھڑک رہا تھا کہ جس سے بڑھ کر کوئی دل رحم کے وہ اعلیٰ معیار اور تقاضے پورے نہیں کرسکتا جو آپؐ نے کئے، امن میں بھی اور جنگ میں بھی، گھر میں بھی اور باہر بھی، روزمرہ کے معمولات میں بھی اور دوسرے مذاہب والوں سے کئے گئے معاہدات میں بھی۔ آپؐ نے آزادی ضمیر، مذہب اور رواداری کے معیار قائم کرنے کی مثالیں قائم کر دیں۔ اور پھر جب عظیم فاتح کی حیثیت سے مکّہ میں داخل ہوئے تو جہاں مفتوح قوم سے معافی اور رحم کا سلوک کیا، وہاں مذہب کی آزادی کا بھی پورا حق دیا اور قرآن کریم کے اس حکم کی اعلیٰ مثال قائم کر دی کہ لَآ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ (البقرہ: 257) کہ مذہب تمہارے دل کا معاملہ ہے، میری خواہش تو ہے کہ تم سچے مذہب کو مان لو اور اپنی دنیا و عاقبت سنوار لو، اپنی بخشش کے سامان کر لو، لیکن کوئی جبر نہیں۔

سوال: آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کو کیا کیا تکالیف دی گئیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آپؐ نے اور آپؐ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کتنے دکھ اور مصیبتیں برداشت کیں۔ دوپہر کے وقت تپتی ہوئی گرم ریت پر لٹائے گئے، گرم پتھر ان کے سینوں پر رکھے گئے۔ کوڑوں سے مارے گئے، عورتوں کی ٹانگیں چیر کر مارا گیا' قتل کیا گیا' شہید کیا گیا۔ آپؐ پر مختلف قسم کے مظالم ڈھائے گئے۔ سجدے کی حالت میں بعض دفعہ اونٹ کی اوجھڑی لا کر آپؐ کی کمر پر رکھ دی گئی جس کے وزن سے آپؐ اٹھ نہیں سکتے تھے۔ طائف کے سفر میں بچے آپؐ پر پتھراؤ کرتے رہے، بیہودہ اور غلیظ زبان استعمال کرتے رہے۔ ان کے سرداران کو ہلاشیری دیتے رہے، ان کو ابھارتے رہے۔ آپؐ اتنے زخمی ہو گئے کہ سر سے پاؤں تک لہولہان ہیں، اوپر سے بہتا ہوا خون جوتی میں بھی آ گیا۔ شعب ابی طالب کا واقعہ ہے۔ آپؐ کو، آپؐ کے خاندان کو، آپؐ کے ماننے والوں کو کئی سال تک محصور کر دیا گیا۔ کھانے کو کچھ نہیں تھا، پینے کو کچھ نہیں تھا۔ بچے بھی بھوک پیاس سے بلک رہے تھے، کسی صحابی کو ان حالات میں اندھیرے میں زمین پر پڑی ہوئی کوئی نرم چیز پاؤں میں محسوس ہوئی تو اسی کو اٹھا کر منہ میں ڈال لیا کہ شاید کوئی کھانے کی چیز ہو۔ یہ حالت تھی بھوک کی اضطراری کیفیت۔ تو یہ حالات تھے۔ آخر جب ان حالات سے مجبور ہو کر ہجرت کرنی پڑی اور ہجرت کر کے مدینے میں آئے تو وہاں بھی دشمن نے پیچھا نہیں چھوڑا اور حملہ آور ہوئے۔ مدینہ کے رہنے والے یہودیوں کو آپؐ کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی۔

سوال: رسول کریم ﷺ نے دشمن کے اس روّیہ پر ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہمارے نبی ﷺ نے اس حالت میں بھی نرم دلی اور رحمت کے اعلیٰ معیار قائم فرمائے۔ مکّہ سے آئے ہوئے ابھی کچھ عرصہ ہی گزرا تھا تمام تکلیفوں کے زخم ابھی تازہ تھے۔ آپؐ کو اپنے ماننے والوں کی تکلیفوں کا احساس اپنی تکلیفوں سے بھی زیادہ ہوا کرتا تھا۔ لیکن پھر بھی اسلامی تعلیم اور اصول وضوابط کو آپؐ نے نہیں توڑا۔ جو اخلاقی معیار آپؐ کی فطرت کا حصہ تھے اور جو تعلیم کا حصہ تھے ان کو نہیں توڑا۔

سوال: رسول کریم ﷺ کا اپنے دشمنوں سے حسن و سلوک کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جنگ بدر کے موقع پر جس جگہ اسلامی لشکر نے پڑاؤ ڈالا تھا وہ کوئی ایسی اچھی جگہ نہیں تھی۔ اس پر حُبابؓ بن منذر نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ جہاں آپ نے پڑاؤ ڈالنے کی جگہ منتخب کی ہے آیا یہ کسی خدائی الہام کے ماتحت ہے۔ آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے؟ یا یہ جگہ آپؐ نے خود پسند کی ہے، آپ کا خیال ہے کہ فوجی تدبیر کے طور پر یہ جگہ اچھی ہے۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو محض جنگی حکمت عملی کے باعث میرا خیال تھا کہ یہ جگہ بہتر ہے، اونچی جگہ ہے تو انہوں نے عرض کی کہ یہ مناسب جگہ نہیں ہے۔ آپ لوگوں کو لے کر چلیں اور پانی کے چشمے پر قبضہ کر لیں۔ وہاں ایک حوض بنالیں گے اور پھر جنگ کریں گے۔ اس صورت میں ہم تو پانی پی سکیں گے لیکن دشمن کو پانی پینے کے لئے نہیں ملے گا۔ تو آپؐ نے فرمایا ٹھیک ہے چلو تمہاری رائے مان لیتے ہیں۔ چنانچہ صحابہ چل پڑے اور وہاں پڑاؤ ڈالا۔ تھوڑی دیر کے بعد قریش کے چند لوگ پانی پینے اس حوض پر آئے تو صحابہ نے روکنے کی کوشش کی تو آپؐ نے فرمایا: نہیں ان کو پانی لے لینے دو۔ تو یہ ہے اعلیٰ معیار آنحضرت ﷺ کے اخلاق کا کہ باوجود اس کے کہ دشمن نے کچھ عرصہ پہلے مسلمانوں کے بچوں تک کا دانہ پانی بند کیا ہوا تھا۔ لیکن آپؐ نے اس سے صَرفِ نظر کرتے ہوئے دشمن کی فوج کے سپاہیوں کو جو پانی کے تالاب، چشمے تک پانی لینے کے لئے آئے تھے اور جس پر آپؐ کا تصرف تھا، آپ کے قبضے میں تھا، انہیں پانی لینے سے نہ روکا۔

سوال: آنحضرت ﷺ کے انسانی اقدار قائم کرنے اور آپؐ کی رواداری کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: عبدالرحمن بن ابی لیلہ بیان کرتے ہیں کہ سہل بن حنیف اور قیس بن سعد قادسیہ کے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ تو وہ دونوں کھڑے ہو گئے۔ جب ان کو بتایا گیا کہ یہ ذمّیوں میں سے ہے تو دونوں نے کہا کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ احتراماً کھڑے ہو گئے۔ آپ کو بتایا گیا کہ یہ تو ایک یہودی کا جنازہ ہے۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اَلَیْسَتْ نَفْسًا کیا وہ انسان نہیں ہے۔

سوال: رسول کریم ﷺ کی عفو اور درگزر کی حضور انور نے کون سی مثال بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ابوجہل کا بیٹا عکرمہ اپنے باپ کی طرح عمر بھر رسول اللہ ﷺ سے جنگیں کرتا رہا۔ فتح مکہ کے موقع پر بھی رسول کریم ﷺ کے اعلان عفو اور امان کے باوجود فتح مکہ کے موقع پر ایک دستے پر حملہ آور ہوا اور حرم میں خونریزی کا باعث بنا۔ اپنے جنگی جرائم کی وجہ سے ہی وہ واجب القتل ٹھہرایا گیا تھا۔ لیکن مسلمانوں کے سامنے اس وقت کوئی نہیں ٹھہر سکا تھا۔ اس لئے فتح مکہ کے بعد جان بچانے کیلئے وہ یمن کی طرف بھاگ گیا۔ اس کی بیوی رسول اللہ ﷺ سے اس کی معافی کی طالب ہوئی تو آپؐ نے بڑی شفقت فرماتے ہوئے اسے معاف فرما دیا اور پھر جب وہ اپنے خاوند کو لینے کیلئے جب گئی تو عکرمہ کو اس معافی پر یقین نہیں آتا تھا کہ مَیں نے اتنے ظلم کئے ہوئے ہیں، اتنے مسلمان قتل کئے ہوئے ہیں، آخری دن تک میں لڑائی کرتا رہا تو مجھے کس طرح معاف کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال وہ کسی طرح یقین دلا کر اپنے خاوند عکرمہ کو واپس لے آئی۔ چنانچہ جب عکرمہ واپس آئے تو آنحضرت ﷺ کے دربار میں حاضر ہوئے اور اس بات کی تصدیق چاہی تو اس کی آمد پر رسول اللہ ﷺ نے اس سے احسان کا حیرت انگیز سلوک کیا۔ پہلے تو آپ دشمن قوم کے سردار کی عزت کی خاطر کھڑے ہو گئے کہ یہ دشمن قوم کا سردار ہے اس لئے اس کی عزت کرنی ہے۔ اس لئے کھڑے ہو گئے اور پھر عکرمہ کے پوچھنے پر فرمایا کہ واقعی میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔

Our Moto
Your
Satisfaction

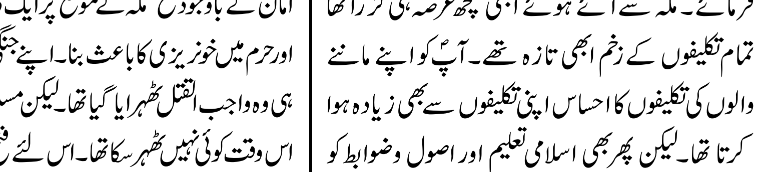

MUBARAK TAILORS
کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیص اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں
Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.33) Qadian
Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 13/ اپریل 2024ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم سید ناصر احمد شاہ صاحب (رینز پارک۔ یوکے)

7/ اپریل 2024ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ کے والد حضرت سید علی اصغر ہاشمی صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور اسلام احمدیت کی تعلیمات پر ثابت قدمی سے چلنے والی ایک مخلص نیک بزرگ خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ عقیدت کا گہرا تعلق تھا۔ چندوں کی ادائیگی پابندی کے ساتھ کرتیں اور حضور انور کے خطبات جمعہ بڑے شوق سے سنتی تھیں۔ پسماندگان میں 4 بیٹیاں اور 8 بیٹے شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ عبدالصمد صاحب مرحوم (جرمنی)

11/ مارچ 2024ء کو 93 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے والد مکرم شیخ سبحان علی صاحب اور والدہ مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ بچپن میں کئی دفعہ قادیان جانے کا موقع ملا جہاں پر آپ نے حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھی ملاقات کا شرف پایا۔ آپ کے والدین تحریک جدید کے پہلے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، صابرہ وشاکرہ، بلند حوصلہ، ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والی، جماعتی خدمت کے جذبہ سے سرشار، ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہرا فدائیت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں اور بہت سے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

(2) مکرمہ عذرا پروین صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری منیر احمد صاحب (جرمنی)

30/ جنوری 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت کرم داد صاحب رضی اللہ عنہ کی پوتی تھیں۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، سادہ مزاج، مہمان نواز، مالی قربانی میں پیش پیش، خلافت کے ساتھ گہری عقیدت رکھنے والی ایک مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرمہ شازیہ ارم صاحبہ بنت مکرم اللہ رکھا صاحب (امریکہ)

28/ جون 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت ماسٹر عبدالعزیز صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، ملنسار اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ خلافت سے بہت محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ اپنے بچوں کو باقاعدگی سے خطبہ سننے کی تلقین کرتی تھیں۔ تنخواہ ملنے پر سب سے پہلے چندہ ادا کرتیں اور باقاعدگی سے غریبوں اور ضرورتمندوں کی بھی مدد کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ اللہ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(4) مکرم سید عاشق احمد طاہر صاحب ابن مکرم سید امیر احمد صاحب (ربوہ)

10/ مارچ 2024ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے تایا حضرت پیر جی علی احمد صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہوا جو رجولی ضلع انبالہ میں اپنے بزرگ حضرت سید محمد پناہ صاحب کے سجادہ نشین تھے۔ لیکن پیری مریدی ترک کر کے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی کو پسند کیا۔ مرحوم 1965ء سے 1998ء تک روزگار کے سلسلہ میں سندھ کے مختلف علاقوں نوکوٹ، میرپور خاص اور ٹنڈو جام میں مقیم رہے۔ 2001ء میں ربوہ منتقل ہونے کے بعد تقریباً ۱۲ سال تک وقف جدید کے شعبہ ادویات میں طوعی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم خوددار، نفاست پسند اور خاموش طبیعت کے مالک تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم سید شمشاد احمد صاحب ناصر (مربی سلسلہ امریکہ) کے چچا اور مکرم سید حسن طاہر بخاری صاحب (مربی سلسلہ جرمنی) اور مکرم سید محمد عبداللہ ندیم صاحب (مربی سلسلہ امریکہ) کے سسر تھے۔

(5) مکرم سید شبیر علی صاحب ابن مکرم سید امیر احمد صاحب (ایڈیلیڈ۔ آسٹریلیا)

15/ جنوری 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم سید عاشق احمد طاہر صاحب کے بھائی تھے جن کا ابھی ذکر ہوا ہے۔ آپ کے خاندان نے ہجرت کر کے پہلے گجرات اور بعد ازاں بہاولپور میں سکونت اختیار کی۔ خلافت سے گہرا پیار کرنے والے، چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ، کثرت سے صدقہ وخیرات کرنے والے، نہایت ملنسار، شفیق اور ہر دل عزیز شخصیت کے مالک تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور پانچ بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے داماد مکرم ڈاکٹر وحید احمد صاحب کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ آپ مکرم سید شمشاد احمد صاحب ناصر (مربی سلسلہ امریکہ) کے چچا تھے۔

(6) مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ بنت مکرم غلام حسین بھٹی صاحب (ربوہ)

12/ فروری 2024ء کو 76 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، دعاگو، شریف النفس، منکسر المزاج، خوش اخلاق، ملنسار، مہمان نواز، جماعت کے لیے غیرت رکھنے والی ایک ہمدرد، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ حضور انور کا خطبہ جمعہ باقاعدگی سے اور بار بار سنتی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم نعمان احمد صاحب...... کی ساس تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

بقیہ حضور انور کے بصیرت افروز جوابات از صفحہ نمبر 2

آپؑ مزید فرماتے ہیں: میرے وجود میں ایک حصہ اسرائیلی ہے اور ایک حصہ فاطمی۔ اور میں دونوں مبارک پیوندوں سے مرکب ہوں اور احادیث اور آثار کو دیکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ آنے والے مہدی آخر الزمان کی نسبت یہی لکھا ہے کہ وہ مرکب الوجود ہوگا۔ (تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 118)

علاوہ ازیں قرآن کریم اور مستند احادیث میں آنے والے مسیح و مہدی کے متعلق جو سب سے واضح علامت بتائی گئی وہ یہ تھی کہ وہ فارسی الاصل ہوگا۔ یعنی وہ عربی نہیں ہوگا بلکہ عجمی ہوگا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ جمعہ نازل ہوئی تو اس کی آیت وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ (نمبر 4) کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا کہ یہ کون لوگ ہیں جن میں آپؐ دوبارہ تشریف لائیں گے؟ تو آپؐ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کے تین دفعہ آپؐ سے یہی سوال پوچھا گیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس موقع پر حضرت سلمان فارسیؓ بھی ہم میں موجود تھے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت سلمان فارسیؓ پر رکھا اور فرمایا کہ اگر ایمان ثریا ستارہ پر بھی چلا گیا تو ان لوگوں (یعنی اہل فارس) میں سے کچھ لوگ یا ایک شخص اسے واپس لے آئے گا۔ (بخاری کتاب تفسیر القرآن بَاب قَوْلُهُ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک فارسی الاصل خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ بندوبست مال 1865ء میں حضور علیہ السلام کے دعویٰ سے سالہا سال پہلے جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد اور دوسرے بزرگ زندہ موجود تھے قادیان کے مالکان کے شجرہ نسب کے ساتھ فٹ نوٹ میں بعنوان ”قصبہ قادیان کی آبادی اور وجہ تسمیہ“ لکھا ہے: مورث اعلیٰ ہم مالکان دیہہ کا بعہد شاہان سلف (ملک فارس) سے بطریق نوکری...... آکر...... اس جنگل افتادہ میں گاؤں آباد کیا۔ اور اس کے نیچے مرزا غلام مرتضیٰ صاحب و مرزا غلام جیلانی صاحب و مرزا غلام محی الدین وغیرھم کے دستخط ہیں۔

پس یہ سرکاری کاغذات کا اندراج حضرت صاحبؑ کے دعویٰ سے سالہا سال قبل کا حضرت صاحبؑ کے فارسی الاصل ہونے کا یقینی اور ناقابل ردّ ثبوت ہے۔ (تبلیغی پاکٹ بک مرتبہ حضرت ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم۔ صفحہ 462)

علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معاند مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں لکھا: مؤلف (براہین احمدیہ) قریشی نہیں فارسی الاصل ہے۔ (اشاعۃ السنۃ النبویہ نمبر 7 جلد 7 صفحہ 193، براہین احمدیہ پر ریویو)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خاندان کے بارے میں لکھتے ہیں: اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ۔ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا...... معلوم ہوتا ہے کہ میرزا اور بیگ کا لفظ کسی زمانہ میں بطور خطاب کے ان کو ملا تھا جس طرح خان کا نام بطور خطاب دیا جاتا ہے۔ بہر حال جو کچھ خدا نے ظاہر فرمایا ہے وہی درست ہے انسان ایک ادنیٰ سی لغزش سے غلطی میں پڑ سکتا ہے مگر خدا سہو اور غلطی سے پاک ہے۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 81، حاشیہ)

پس خلاصہ کلام یہ کہ اگرچہ آنے والے مسیح اور مہدی کے بارے میں وارد روایات میں اس کے خاندان کے بارے میں بہت زیادہ اختلافات پائے جاتے ہیں اور ان میں سے اکثر روایات ایسی ہیں جو قابل استناد نہیں۔ البتہ قرآن کریم اور مستند احادیث کی رو سے اس کا امت محمدیہ کا فرد ہونا اور اس کا اہل فارس میں سے ہونا لازمی تھا۔ اور یہ دونوں نشانیاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی ذات اقدس میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

سوال: جرمنی سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ تمام انبیاء کے ساتھ علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں آتا ہے۔ نیز یہ کہ آپ کا دوسرے خلفاء اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ کیا رشتہ ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 5/فروری 2023ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

جواب: علیہ السلام اور صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہی دعائیہ جملے ہیں جو ہم لوگ ان انبیاء کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اور ان دونوں قسم کے دعائیہ کلمات کی بنیاد قرآن کریم ہی سے ہمیں ملتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مختلف انبیاء کے لیے سلامتی کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى۔ (النمل:60) یعنی تُو کہہ دے ہر تعریف کا اللہ (ہی) مستحق ہے اور اس کے وہ بندے جن کو اس نے چن لیا ہو ان پر ہمیشہ سلامتی نازل ہوتی ہے۔

اسی طرح سورۃ الصافات میں فرمایا: وَ سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ۔ (182) یعنی رسولوں پر ہمیشہ سلامتی نازل ہوتی رہے گی۔ نیز مختلف انبیاء کا نام لے کر فرمایا: سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ۔ (80) سَلٰمٌ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ۔ (110) سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ۔ (121) سَلٰمٌ عَلٰى اِلْ يَاسِيْنَ (131)

پس قرآن کریم کی اس تعلیم کی پیروی میں ہم بھی تمام انبیاء کے ساتھ علیہ السلام کا دعائیہ کلمہ پڑھتے ہیں، جس سے ہماری غرض یہ ہوتی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ تو ان بزرگ ہستیوں پر ہمیشہ اپنی سلامتی نازل فرماتا چلا جا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت نام کے ساتھ جو ہم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ پڑھتے ہیں تو اس کی وجہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا فرمان ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (الاحزاب: 57) یعنی اللہ یقیناً اس نبی پر اپنی رحمت نازل کر رہا ہے اور اسکے فرشتے بھی (یقیناً اس کے لیے دعائیں کر رہے ہیں) اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے اور ان کے لیے دعائیں کرتے رہا کرو اور (خوب جوش و خروش سے) ان کے لیے سلامتی مانگتے رہا کرو۔

پس اس قرآنی حکم کے تابع ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کیساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات پڑھتے ہیں۔

بعض صحیح احادیث میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سابقہ انبیاء کے ناموں کے ساتھ بھی صلی اللہ علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات استعمال فرمائے ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم کی ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ علیہم السلام کے ناموں کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات کہے ہیں۔ (مسلم کتاب الایمان بَاب أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً فِيهَا) اور سنن نسائی کی ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے لیے صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات استعمال فرمائے ہیں۔ (سنن نسائی کتاب المساجد فَضْلُ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَالصَّلَاةِ فِيهِ)

لہٰذا اگر کوئی شخص آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی کے نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات پڑھ لے تو اس میں بھی کوئی ہرج کی بات نہیں۔ لیکن عمومی طریق یہی ہے کہ ہم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے استعمال کرتے ہیں اور باقی انبیاء کے لیے علیہ السلام کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

باقی آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر خلفاء کیساتھ میرے نسبی رشتہ کی بابت پوچھا ہے تو نسب کے اعتبار سے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پڑپوتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل میری ایک نانی کے والد ماجد تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا میں نواسہ ہوں، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا میں بھانجا ہوں۔

سوال: تیونس سے ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے Narcissistic Behaviour کی بیماری میں مبتلا فرد کے بارے میں بعض باتیں دریافت کیں۔ نیز حدیث کہ ”ایک شخص سفر پر گیا اور بیوی کو گھر سے نکلنے سے منع کر گیا۔ بیوی کا باپ بیمار ہو گیا اور اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باپ کی عیادت کی اجازت چاہی تو حضورؐ نے فرمایا کہ خاوند کی نافرمانی نہ کرو۔ پھر اس کا باپ فوت ہو گیا تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جنازہ میں شامل ہونے کی اجازت مانگی تو حضورؐ نے پھر اسے خاوند کی نافرمانی سے منع فرمایا۔ اس پر خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی کہ اس عورت کو اپنے خاوند کی اطاعت کی وجہ سے بخش دیا گیا ہے۔“ کی صحت کے بارے میں دریافت کیا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 14/فروری 2023ء میں ان سوالات کے بارے میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:

جواب: Narcissistic Behaviour شخصیت کی ذہنی بیماری کو کہتے ہیں جسمیں انسان خود کو بہت زیادہ توجہ دیتا ہے، اس کی انا بہت بڑھ جاتی ہے اور وہ اپنے اردگرد کے لوگوں کے احساسات کا خیال نہیں کرتا۔

ایسے لوگوں کے ساتھ ایک تو دوسرے لوگوں کو پیار محبت کا سلوک کرنا چاہیے اور اس کے قریبی عزیزوں کو اسے پیار محبت سے سمجھانے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ علاوہ ازیں اس بیماری میں مبتلا افراد کا باقاعدہ علاج بھی کروانا چاہیے، جس میں ماہر نفسیات اس بیماری میں مبتلا شخص کے لیے مختلف نفسیاتی علاج تجویز کرتے ہیں، جن سے مریض میں بہتری پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بات سمجھنی بھی ضروری ہے کہ اس قسم کی بیماری میں مبتلا مریض اگر کسی کو کوئی ایسا نقصان پہنچا دے جو قانون کے اعتبار سے جرم شمار ہو تو مجرم اس بیماری کے بہانہ اس جرم کی سزا سے قانوناً بچ نہیں سکتا۔

ماں باپ میں سے اگر کوئی اس مرض کا شکار ہو تو بچوں کو ادب اور احترام کے دائرہ میں رہتے ہوئے ان سے نرم لہجہ میں بات کرنی چاہیے، انہیں پیار سے سمجھانے کی کوشش کرنی چاہیے اور جیسا کہ میں نے کہا کہ ان کا علاج بھی کروانا چاہیے۔

اسی طرح میاں بیوی میں سے اگر ایک فریق اس مرض میں مبتلا ہو جائے اور دوسرے فریق کا اسے برداشت کرنا مشکل ہو جائے۔ اور دوسرے فریق کے سمجھانے سے بھی بہتری پیدا نہ ہو رہی ہو اور دوسرا فریق یہ سمجھے کہ اب اس کے ساتھ گزارا ناممکن ہے تو پھر ایسے موقعہ پر دعا کر کے علیحدگی کا فیصلہ کر لینا چاہیے۔

باقی جو حدیث کی صحت کی بابت آپ نے دریافت کیا ہے تو اس بارے میں پہلی بات یہ ہے کہ یہ روایت احادیث کی مستند کتب میں سے کسی میں موجود نہیں ہے۔ طبرانی اور مسند عبد بن حمید وغیرہ کتب نے اسے روایت کیا ہے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی باب العین، باب المیم من اسمه: محمد، حدیث نمبر 7863۔ مسند عبد بن حمید، مسند انس بن مالک، باب أطيعي زوجك، حدیث نمبر 1372) لیکن علمائے حدیث نے اس کے بعض راویوں پر جرح کرتے ہوئے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (ارواء الغلیل للالبانی جزء 7 صفحہ 76)

اس روایت کے بارے میں دوسری اہم بات یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جن کی شفقت و رحمت کے بارے میں قرآن کریم واشگاف الفاظ میں فرماتا ہے: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (سورۃ التوبہ: 128) کہ (اے مومنو)! تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گزرتا ہے اور وہ تمہارے لئے خیر کا بہت بھوکا ہے اور مومنوں کے ساتھ محبت کرنے والا (اور) بہت کرم کرنے والا ہے۔ اس شفیق و رحیم انسان کامل کے بارے میں یہ تصور کہ اس نے ایک کمزور سی عورت کے جذبات کی تکلیف محسوس ہی نہ کی اور اس عورت کے خاوند کے ایک نامعقول حکم کی اطاعت میں عورت کو اپنے باپ سے ملاقات کرنے اور پھر باپ کی وفات پر اسے افسوس کے لیے جانے کی اجازت نہ دی ہو، محالات میں سے ہے۔

پس یہ حدیث درایت کے اعتبار سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور خصوصاً قرآن کریم کی واضح تعلیم کے برعکس ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول ہے اور علمائے حدیث کا اسے ضعیف قرار دینا بالکل درست ہے۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 29 جون 2024)

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کار پرداز قادیان)

مسل نمبر 11808: میں صباح الدین احمد خان ولد مکرم نعیم الدین احمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن دھواں ساہی سونگھڑہ کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 مئی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/700 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : مظفر احمد خان　　العبد : صباح الدین خان　　گواہ : محمد افتخار

مسل نمبر 11809: میں رضوان احمد خان ولد مکرم رفیق احمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 21 پیدائشی احمدی ساکن دھواں ساہی پوسٹ سونگڑہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 مئی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : رفیق احمد خان　　العبد : رضوان احمد خان　　گواہ : عبدالرحیم درد

مسل نمبر 11810: میں ظفر اللہ خان ولد مکرم ابراہیم خان صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پنشنر عمر 51 سال پیدائشی احمدی ساکن دارالبرکات، کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6 مئی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ (1) گھر باڑی رقبہ 37 ڈسمل جس میں ہم تین بھائی اور ایک بہن شرعی حصہ دار ہیں۔ (کھاتہ نمبر 822 پلاٹ نمبر 858 موضع کیرنگ) اس پر ایک پختہ مکان ہے۔ پلاٹ اور مکان کی موجودہ قیمت -/18,00,000 روپے ہے۔ (2) ایک پلاٹ برلب سڑک کیرنگ آٹو اسٹینڈ ہے۔ رقبہ 9 ڈسمل جس میں ہم تین بھائی اور ایک بہن شرعی حصہ دار ہیں جسکی موجودہ قیمت -/60,000 روپے ہے۔ (کھاتہ نمبر 972 پلاٹ نمبر 234) میرا گزارہ آمد از پنشن ماہوار -/24,600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد فضل عمر　　العبد : ظفر اللہ خان　　گواہ : سعید محمد

مسل نمبر 11811: میں مظفر احمد خان ولد مکرم ذوالفقار علی خان صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 51 سال پیدائشی احمدی ساکن دھواں ساہی پوسٹ سونگھڑہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 مئی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ والد صاحب کا ترکہ تقسیم نہیں ہوا۔ بعد تقسیم جو بھی حصہ خاکسار کو ملے گا خاکسار دفتر کو اس کی اطلاع دے گا۔ خاکسار کا ایک مکان ہے جس کی موجودہ قیمت -/60,000 روپے ہے۔ رقبہ ایک گنٹھ کھاتہ نمبر 242 پلاٹ نمبر 455 موضع دھواں ساہی۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/22,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عبدالرحیم درد　　العبد : مظفر احمد خان　　گواہ : محمد افتخار

مسل نمبر 11812: میں نرگس بیگم زوجہ مکرم شیخ سلیم احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 47 سال پیدائشی احمدی ساکن بڑاہاٹ کیندرہ پاڑہ صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: کان کے کانٹے دو جوڑی، چوڑیاں دو جوڑی، انگوٹھی دو عدد (کل وزن 30 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پازیب، انگوٹھی (وزن 30 گرام) حق مہر -/25,000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ سلیم احمد　　الامۃ : نرگس بیگم　　گواہ : محمد افتخار

مسل نمبر 11813: میں صالحہ بیگم زوجہ مکرم شیخ منظور احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن رسول پور پوسٹ کود ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار ایک عدد، گلے کی چین ایک عدد، چوڑیاں دو عدد انگوٹھی ایک عدد، کان کے کانٹے دو جوڑی (کل وزن 40 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: 3 جوڑی پازیب، انگوٹھی ایک عدد (کل وزن 150 گرام) حق مہر 70 ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ منظور احمد　　الامۃ : صالحہ بیگم　　گواہ : شیخ مختار احمد

مسل نمبر 11814: میں سیدہ فرحانہ ابرار بنت مکرم سید فیروز ابرار صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن کوسمبی سونگھڑہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید فیروز ابرار　　الامۃ : سیدہ فرحانہ ابرار　　گواہ : سید سہیل احمد طاہر

مسل نمبر 11815: میں سمن بیگم زوجہ مکرم شیخ طاہر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 28 سال پیدائشی احمدی ساکن رسول پور پوسٹ کود ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار ایک عدد، کان کے کانٹے ایک جوڑی، انگوٹھی ایک عدد (تمام زیورات 20 گرام 22 کیریٹ) حق مہر 50 ہزار روپے وصول شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ مختار احمد　　الامۃ : سمن بیگم　　گواہ : شیخ منظور احمد

مسل نمبر 11816: میں سیدہ امۃ المصور نکہت زوجہ مکرم سید ناصر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 36 سال پیدائشی احمدی ساکن کوسمبی ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار دو عدد، گلے کی چین 3 عدد، کان کے کانٹے پانچ جوڑی، چوڑیاں 4 عدد، ہاتھ کے کڑے 2 عدد، انگوٹھیاں 6 عدد (کل وزن 100 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پازیب، چوڑیاں، انگوٹھیاں (کل وزن 200 گرام)۔ حق مہر -/75,501 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد افتخار　　الامۃ : سیدہ امۃ المصور نکہت　　گواہ : سید ناصر احمد

مسل نمبر 11817: میں محسنہ خاتون بنت مکرم شیخ ممتاز احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 21 سال پیدائشی احمدی ساکن رسول پور پوسٹ کود ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ مختار احمد　　الامۃ : محسنہ خاتون　　گواہ : شیخ منظور احمد

مسل نمبر 11818: میں سیدہ امۃ الباسط روحی زوجہ مکرم سید عبدالقادر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 46 سال پیدائشی احمدی ساکن کوسمبی سونگھڑہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 مئی 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: گلے کا ہار تین عدد، گلے کی چین 1 عدد، کان کے کانٹے چار جوڑی، کڑے دو عدد، انگوٹھیاں چار عدد (کل وزن 70 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: کمر پٹی، پازیب، چابی رنگ (کل وزن 225 گرام) حق مہر 50 ہزار روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید عبدالقادر　　الامۃ : سیدہ امۃ الباسط روحی　　گواہ : محمد افتخار

مسل نمبر 11819: میں سید عبدالقادر ولد مکرم سید عبدالحفیظ احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 52 سال پیدائشی احمدی ساکن کوسمبی سونگھڑہ ضلع کٹک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم مئی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/15,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد افتخار　　العبد : سید عبدالقادر　　گواہ : شیخ مختار احمد

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 15 - August - 2024 Issue. 33

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

اسلام اور آنحضرت ﷺ کی مقناطیسی شخصیت نے مسلمانوں میں ایسا رشتہ اتحاد پیدا کر دیا تھا کہ کوئی سازش اس میں رخنہ انداز نہیں ہو سکتی تھی اور آنحضرت ﷺ کی ذات کے متعلق تو مسلمانوں کے دلوں میں عزت واحترام اخلاص وایمان اور محبت وعشق کے وہ جذبات راسخ ہو چکے تھے کہ انہیں متزلزل کرنا کسی بشر کی طاقت میں نہیں تھا☆

غزوہ بنو مصطلق کے حالات وواقعات، منافقین کی ریشہ دوانی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اخلاص وایمان کا دلنشین تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 9/اگست 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جلسہ سے پہلے جنگ مریسیع کا ذکر ہو رہا تھا۔ جنگ کے اختتام پر آنحضرت ﷺ نے چند دن تک مریسیع میں قیام فرمایا مگر اس قیام کے دوران منافقین کی طرف سے ایک ایسا ناگوار واقعہ پیش آیا جس سے قریب تھا کہ کمزور مسلمانوں میں خانہ جنگی تک نوبت پہنچ جاتی مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موقع شناسی اور مقناطیسی اثر نے اس فتنہ کے خطرناک نتائج سے مسلمانوں کو بچالیا۔

جب منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول کو جو اِس غزوہ میں شامل تھا اس واقعہ کی اطلاع پہنچی تو اِس بدبخت نے اِس فتنہ کو پھر جگانا چاہا اور اپنے ساتھیوں کو آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف بہت کچھ اکسایا اور بالآخر اس بدبخت نے یہاں تک کہہ دیا کہ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ یعنی دیکھو تو اب مدینہ میں جا کر عزت والا شخص ذلیل شخص کو اپنے شہر سے باہر نکال دیتا ہے یا نہیں؟ اُس وقت ایک مخلص مسلمان بچہ زید بن ارقم بھی وہاں بیٹھا تھا اُس نے عبداللہ کے منہ سے آنحضرت ﷺ کے متعلق یہ الفاظ سنے تو بے تاب ہو گیا اور فوراً اپنے چچا کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ آپ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلوا بھیجا اور اُن سے دریافت فرمایا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ وہ سب قسمیں کھا گئے کہ ہم نے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ بعض انصار نے بھی بطریق سفارش عرض کیا کہ زید بن ارقم کو غلطی لگی ہوگی۔ آپ نے اُس وقت عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کے بیان کو قبول فرمالیا اور زید کی بات ردّ کر دی جس سے زید کو سخت صدمہ ہوا۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر سے فرمایا کہ اِسی وقت لوگوں کو کوچ کا حکم دے دو، یہ وقت دوپہر کا تھا، جس وقت کہ آنحضرت ﷺ گرمی کی شدت کے باعث عموماً کوچ نہیں فرمایا کرتے تھے۔ اسید بن حضیر انصاری جو قبیلہ اوس کے نہایت نامور رئیس تھے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ آپ تو عموماً ایسے وقت میں سفر نہیں فرمایا کرتے آج کیا معاملہ ہے؟ اس پر آپؐ نے جو واقعہ گزرا تھا بتایا۔ اس پر اُسید نے بے ساختہ عرض کیا واللہ عزت والے آپ ہیں اور وہی ذلیل ہے۔ پھر اسید بن حضیر نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کے تشریف لانے سے قبل عبداللہ بن ابی اپنی قوم میں بہت معزز تھا اور اس کی قوم اس کو اپنا بادشاہ بنانے کی تجویز میں تھی جو آپؐ کے تشریف لانے سے خاک میں مل گئی۔ پس اس وجہ سے اُس کے دل میں آپ کے متعلق حسد بیٹھ گیا ہے۔ اس لئے اس سے درگزر فرماویں۔

عبداللہ بن ابی کے بیٹے کو جب یہ ساری بات معلوم ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! اگر آپ میرے باپ کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو مجھے حکم دیں۔ یا رسول اللہ اگر آپ میرے علاوہ کسی اور کو قتل کا حکم دیں تو ممکن ہے کہ میں اپنے باپ کے قاتل کو لوگوں میں چلتا پھرتا دیکھوں اور اسے قتل کر دوں اور آگ میں داخل ہو جاؤں۔ آنحضرت ﷺ فرمایا اَے عبداللہ نہ میں نے اسکے قتل کا ارادہ کیا ہے اور نہ کسی کو اس کا حکم دیا ہے۔ ہم ضرور اس کے ساتھ حسن سلوک کریں گے جب تک وہ ہمارے درمیان ہے۔

جب آنحضرت ﷺ نے کوچ کا حکم دیا تو دوران سفر حضرت زید بن ارقم نبی کریم ﷺ کے پہلو کی جانب اپنی سواری پر تھے۔ اُس وقت نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوئی۔ حضرت زید بن ارقم بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ سے وحی کی کیفیت ختم ہوئی تو آپ نے میرا کان پکڑا اور میں اپنی سواری پر تھا، آپ ﷺ فرمانے لگے اَے لڑکے تیرے کان نے وفا کی اور اللہ نے تیری بات کی تصدیق کر دی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب سورۃ المنافقون نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے زید کو بلا بھیجا اور آپؐ نے وہ آیات تلاوت فرمائیں اور فرمایا ان اللہ قد صدقک۔ یعنی اللہ نے تمہیں سچ کر دیا ہے۔ سورہ منافقون نازل ہونے کے بعد حضرت عبادہ بن صامت عبد اللہ بن ابی کے پاس سے گزرے تو اسے سلام تک نہیں کیا۔ پھر اوس بن خولی گزرے تو انہوں نے بھی سلام نہیں کیا۔ یہ دیکھ کر عبداللہ بن ابی کہنے لگا کہ یہ کیسا معاملہ ہے جس پر تم دونوں نے گٹھ جوڑ کر لیا ہے۔ اس پر دونوں نے اسے خوب جھڑکا۔ اوس بن خولی کہنے لگے اب میں تیرے بارے میں کبھی کوئی بات نہیں کروں گا جب تک میں یہ نہ جان لوں کہ تو اپنی حرکتوں سے باز آ گیا ہے اور تو نے اللہ سے توبہ کر لی ہے۔ ہم لوگ تیری خاطر زید بن ارقم کو کوستے رہے کہ تم نے اپنی قوم کے ایک آدمی کے بارے میں غلط بیانی کی ہے یہاں تک کہ زید کی تصدیق ہوگئی اور تیرے جھوٹ پر آیات قرآنی کی مہر لگ گئی۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو کوچ کا حکم دیا تو عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ لوگوں سے آگے آ کر مدینہ کے راستے پر کھڑے ہو گئے اور جب والد کو دیکھا تو اُس کو روک لیا اور کہا کہ میں تمہیں مدینہ میں داخل ہونے نہیں دونگا جب تک تم یہ اقرار نہ کر لو کہ تم ذلیل ترین ہو اور محمد ﷺ سب سے زیادہ عزت دار ہیں۔ عبداللہ نے اس اصرار سے اپنے باپ پر زور ڈالا کہ آخر اس نے مجبور ہو کر یہ الفاظ کہہ دیئے جس پر عبداللہ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔

جب واپسی کا کوچ شروع ہوا تو اس دن کا بقیہ حصہ اور ساری رات اور اگلے دن کا ابتدائی حصہ لشکر اسلامی برابر لگاتار چلتا رہا اور جب بالآخر ڈیرہ ڈالا گیا تو لوگ اس قدر تھک کر چور ہو چکے تھے کہ قیام کرتے ہی ان میں سے اکثر گہری نیند سو گئے۔ اور اس طرح آنحضرت ﷺ کی بیدار مغزی سے لوگوں کی توجہ اس ناگوار واقعہ کی طرف سے ہٹ کر ایک لمبے وقفہ تک دوسری طرف لگی رہی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسلمانوں کو منافقین کی فتنہ انگیزی سے بچالیا۔

دراصل منافقین مدینہ کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی تھی کہ جس طرح بھی ہو سکے مسلمانوں میں خانہ جنگی اور باہمی انشقاق کی صورت پیدا کر دیں۔ نیز اگر ممکن ہو تو ان کی نظر میں آنحضرت ﷺ کی عزت کو کم کر دیں۔ مگر اسلام اور آنحضرت ﷺ کی مقناطیسی شخصیت نے مسلمانوں میں ایسا رشتہ اتحاد پیدا کر دیا تھا کہ کوئی سازش اس میں رخنہ انداز نہیں ہو سکتی تھی اور آنحضرت صلی ﷺ کی ذات کے متعلق تو مسلمانوں کے دلوں میں عزت واحترام اخلاص وایمان اور محبت وعشق کے وہ جذبات راسخ ہو چکے تھے کہ انہیں متزلزل کرنا کسی بشر کی طاقت میں نہیں تھا۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے دو جاہل مسلمانوں کے ایک وقتی جھگڑے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے صحابہ میں اختلاف وانشقاق کا بیج بونے اور آنحضرت ﷺ کی محبت ورعب کو صدمہ پہنچانے کی کوشش کی مگر اُسے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا اور خدا نے اسے خود اس کے بیٹے کے ہاتھوں سے وہ ذلت کا پیالہ پلایا جو اسے غالباً مرتے دم تک نہ بھولا ہوگا۔

اس سفر کے دوران ایک واقعہ یہ بھی ہوا کہ واپسی پر مدینہ سے چالیس کلومیٹر کے فاصلہ پر آنحضرت ﷺ ایک چشمہ پر اُترے۔ مسلمانوں نے اپنے جانوروں کو چرنے کے لئے چھوڑ دیا اور اس دوران شدید آندھی آ گئی۔ آندھی کی وجہ سے حضور ﷺ کی اونٹنی قصوۃ گم ہو گئی۔ مسلمان اسے ہر سمت تلاش کرنے لگے۔ بنو قینقاع کا ایک منافق زید بن لصیت بھی ایک جماعت میں تھا۔ یہ بظاہر تو مسلمان ہو چکا تھا لیکن اندر سے یہودی تھا۔ اس نے کہا لوگ کیوں بھاگتے پھر رہے ہیں۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ یہ حضور اکرم ﷺ کی اونٹنی تلاش کر رہے ہیں جو گم ہوگئی ہے۔ لصیت نے کہ اللہ تعالیٰ انہیں بتا کیوں نہیں دیتا کہ وہ فلاں جگہ ہے۔ انہوں نے کہا تُو منافق ہے۔ حضرت اسید بن حضیر نے کہا دشمنِ خدا تیرے دل میں یہ نفاق تھا تو پھر تو ہمارے ساتھ کیوں نکلا۔ اُس نے کہا میں دنیاوی سامان کے حصول کے لئے نکلا ہوں۔ لصیت نے کہا کہ بخدا حضور اکرم ﷺ تو ہمیں اس سے بڑے بڑے امور کے بارے میں بتاتے ہیں، بھلا وہ اس اونٹنی کے بارے میں نہیں بتا سکتے؟ اس کے ساتھی اس کی طرف لپکے اور کہا کہ بخدا اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ تمہارے دل میں ایسے خیالات ہیں تو ہم اور تم ایک لمحے کے لئے بھی اکٹھے نہ ہوتے۔ اب ہم ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ لصیت خوف کے مارے وہاں سے بھاگ گیا کہ کہیں صحابہ اس پر حملہ نہ کر دیں۔ وہ صحابہ سے چھپتا ہوا بھاگ کر آنحضرت ﷺ کی مجلس میں پناہ حاصل کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ کو اِس بارے میں وحی نازل ہو چکی تھی۔ آپؐ نے فرمایا منافقین میں سے ایک شخص اس مصیبت پر خوشیاں منا رہا ہے کہ رسول اللہ کی اونٹنی گم ہوگئی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کیوں نہیں بتا دیتا کہ وہ فلاں جگہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے علاوہ غیب کوئی نہیں جانتا۔ اس نے مجھے اونٹنی کے بارے میں بتا دیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اونٹنی سامنے والی گھاٹی میں ہے۔ اس کی مہار درخت کے ساتھ اُلجھ گئی ہے۔ صحابہ کرام اُس طرف گئے اور اُسے اُسی طرح پایا جس طرح آپؐ نے انہیں بتایا تھا۔ جب لصیت نے یہ باتیں سنیں تو مبہوت ہو گیا۔ جلدی سے اٹھ کر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور دریافت کیا کہ کیا تم میں سے کسی نے حضور ﷺ کو میری بات بتائی ہے؟ انہوں نے کہا بخدا نہیں بتائی۔ ہم تو اپنی مجلس سے اٹھ کر بھی نہیں گئے۔ لصیت نے اُنہیں وہ سب کچھ بتایا جو رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا۔ اس نے کہا مجھے آپ ﷺ کے معاملے میں شک تھا۔ اب میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں گویا کہ میں نے آج ہی اسلام قبول کیا ہے۔ صحابہ کرام نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ وہ تمہارے لئے بخشش طلب کریں۔ چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور بخشش طلب کی اور اپنے گناہ کا اعتراف کیا۔

حضور انور نے بنگلہ دیش اور پاکستان کے احمدیوں کے لئے، نیز مظلوم فلسطینیوں کے لئے دعا کی تحریک فرمائی اور آخر پر دو مرحومین کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد نماز جنازہ غائب ادا فرمائی۔ فرمایا: پہلا ذکر مکرم ذکاء الرحمان صاحب شہید کا ہے۔ 27 جولائی کو تقریباً ساڑھے نو بجے دو نامعلوم افراد نے ان کے کلینک میں داخل ہو کر فائرنگ کی جس کے نتیجہ میں یہ موقع پر شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ڈاکٹر ذکاء الرحمن صاحب شہید کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ حضرت حافظ احمد دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ساکن چک سکندر کے ذریعہ سے ہوا جو تین سو تیرہ اصحاب میں شامل تھے۔ شہید مرحوم نے مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ بوقت شہادت بطور صدر جماعت خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ چندہ جات میں باقاعدہ غریبوں محتاجوں کی امداد کرنے والے وجود تھے۔ مالی قربانی ان کا ایک نمایاں وصف تھا۔ عہدیداروں اور خلافت کی اطاعت کا خلق بھی بہت نمایاں تھا۔

اس کے بعد حضور انور نے مکرمہ سیدہ بشیر صاحبہ اہلیہ ملک بشیر احمد صاحب کا ذکر خیر فرمایا اور آپ کے اوصافِ حمیدہ بیان فرمائے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad